مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو پرسوں سے کسی قدر بخار ہے۔ اور لات میں بھی کسی قدر درد اور کمزوری باقی ہے۔ اسوقت تمام جسم میں درد کی شکایت بیان فرماتے ہیں۔ در اصل عام کمزوری جسمانی اس کا سبب ہے۔ احباب درد دل کے ساتھ صحت کی دعا کریں۔

باوجود اسقدر تکلیف کے حضور درس قرآن کریم روزانہ دیتے ہیں۔ جناب میر محمد اسحٰق صاحب بعد نماز مغرب مہمان خانہ میں حدیث کا درس دیتے ہیں۔ اور جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کے درس قرآن بعد از عشا کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ جسمیں کام کرنیوالے اصحاب کو لفظی معنی پڑھائے جاتے ہیں ٭

مغربی افریقہ میں تبلیغ احمدیت

گولڈ کوسٹ میں تبلیغی کام

۱۵ نومسلم۔ وفد تبلیغ کا گہرا اثر

(از مولوی عبد الرحیم صاحب نیر)

مبلغ گولڈ کوسٹ کی رپورٹ

مولوی فضل الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ "بخار سے افاقہ ہوتے ہی میں مرکز حلقہ ایکرافول میں گیا۔ اور نماز عید پڑھائی۔ خطبہ میں مناسب نصائح کیں۔ اور قربانی کی وجہ اور انفاق فی سبیل اللہ کی تاکید کی۔ قرب و جوار کے دیہات کا دورہ کیا۔ روزانہ قریباً ۱۰ میل کا چکر ہو جاتا تھا۔ مواضع ہائے عباسا۔ ایکرافول۔ جان کما۔ بانشال۔ اکیٹی۔ اویازلی۔ ادنگوما۔ اڈانسی۔ ابیرام اور ساندڈ میں تبلیغ کی۔

Omahene یعنے امیر الامرا موضع ابیرام کو خاص طور پر اسلام کی تبلیغ کی۔ اور نمبردار جان کما نے جو ستر سال کی عمر کا بوڑھا ہے۔ اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کیا۔ برطرف کردہ امام ایکرافول نے بعض لوگوں کو گمراہ کیا تھا۔ اسکو درست کیا گیا۔ اور جماعت میں یگانگت پیدا کی۔ نائٹ اور ڈے سکول ایکرافول کا افتتاح کیا۔ چندہ اشخاص نے اسلام قبول کیا۔ بہت لوگ تیار ہیں۔"

نومسلموں کے نام

(۱) سارہ (۲) فاطمہ (۳) مریم (۴) عیسیٰ (۵) حوا (۶) سعیدہ (۷) آمنہ (۸) عائشہ (۹) زینب (۱۰) آدم (۱۱) موسیٰ (۱۲) آمنہ (۱۳) ایوب (۱۴) یعقوب (۱۵) زینب۔ بعض

بُت پرست والدین اپنے بچوں کو مسلمان کرانے لائے۔ اور اسلامی نام رکھوائے۔

امیر گولڈکوسٹ کا خط

چیف مہدی رپورٹ کرتے ہیں "(۱) آپ کا خط محررہ ۲۱؍ اگست پہنچا۔ جواباً گذارش ہے۔ کہ الحمد للہ ریورنڈ حکیم صاحب تشریف لائے۔ لوگوں میں جو جھگڑے اور غلط فہمیاں تھیں۔ ان کو دُور کیا۔ اب تمام لوگوں نے مولوی فضل الرحمٰن کے فیصلہ متعلق علیحدگی سابق امام ایکرافول کو تسلیم کر لیا ہے۔ خدا ان کے اخلاص میں ترقی بخشے۔

۲۔ اہالیان ایبورا نے اب مدرسہ کا افتتاح منظور کر لیا ہے اور مدرسہ کھولنے کی درخواست کی ہے۔ اور ہم اب اس کی تیاری کر رہے ہیں۔

۳۔ ایکرافول میں مدرسہ کھولا گیا ہے۔

۴۔ میں نے رؤیا میں ایک رات نہایت سفید شخص کو جو چاند کی طرح روشن تھا۔ دیکھا۔ اور میں آپ کے لئے دعائیں کرتا ہوں امید کہ آپ بھی میرے لئے دعائیں کرتے رہینگے۔"

مہدی × نشان گواہ محمد رکیلن

گولڈکوسٹ کا آئندہ مذہب

مختلف مسیحی فرقوں کی تبلیغی کوششوں اور باہمی مناقشات اور کمزوریوں کا ذکر کرنے کے بعد گولڈکوسٹ لیڈر اپنے ۲۲ر جولائی ۱۹۲۲ء کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔ "مسیحی وفود تبلیغ کے ساتھ ساتھ دین محمدی کی خاموش ترقی ملک میں جاری ہے۔ ہم ایک عرصہ سے دین محمدی کی ترقی کا بغور مطالعہ کر رہے ہیں۔ اور اس مذہب کے بہت سے پہلو ایسے ہیں۔ جن سے ہم متاثر ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹر بلائیڈن فرماتے تھے۔ "اہل افریقہ کا مذہب دین محمدی ہے" اور اس بزرگ کی رائے کئی ایک وجوہات سے صائب معلوم ہوتی ہے مثلاً سب سے اول یہ ہے کہ دین محمدی پر یورپین لوگوں کی حکومت نہیں۔ اور اسوجہ سے برائے نام مسیحی شادی "جو دراصل یورپین شادی" ہے وغیرہ امور کے سوال اس مذہب کو قبول کرنے والوں کے راستہ میں روکاوٹ پیدا نہیں کرتے اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسوجہ سے مسلمان سفید و سیاہ مسیحیوں کی نسبت زیادہ بدچلن ہیں۔ ان کی نماز سراسر سادگی ہے۔ ان کی عبادت گاہوں میں نمائشی اسامیاں اور آرائشی لباس و نمود جیسا کہ مسیحی گرجوں میں خصوصاً ویزلین گرجا میں پایا جاتا ہے ہرگز نہیں ہوتا۔ مسلمان اپنی عبادت کے لئے ایسے سادہ لباس میں جاتے ہیں۔ جو آب و ہوا کے لحاظ سے مناسب و موزوں ہو اور انکی عبادت میں تھکا نیوالی مذہبی رسومات مفقود ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ بعض مقامات پر عورتوں کو مساجد میں آنے کی اجازت نہیں اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مردوں کو خیالات کے اجتماع کا زیادہ موقعہ ملے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ افریقہ میں عورت ابھی تک مرد کا نصف خیال کی جاتی ہے۔ اور افریقن عورتیں جہاں بری قسم کی تعلیم نے ان کا ستیاناس نہیں کیا۔ ابھی تک مرد کو آقائے "من" "خاوندم" خیال کرتی ہیں۔ خواہ کچھ بھی ہو۔ مسلمان عورتوں کا مساجد میں نہ جانا ایسا فعل نہیں۔ جو ان کو اپنی مسیحی بہنوں سے وفاداری پابندی مذہب اور دیانتداری میں کم مرتبہ ثابت کرے۔ ہمارا قیاس ہے کہ اگر مسیحی وفود تبلیغ نے اپنے گھر کی خبر نہ لی۔ اور معاملات کو رو باصلاح نہ کیا تو یہ ناممکن نہیں کہ جس طرح محمدیت نے عیسائیت کو ان ممالک سے خارج کر دیا تھا جہاں کہ سینٹ سائپرین اور سینٹ آگسٹین اور دوسروں نے مسیحیت کی ناقابل تسخیر تصور کی جانیوالی بنیادیں ڈالی تھیں۔ اسی طرح یہ مذہب عیسائیت کا اس ملک سے بھی مستقبل میں کلیتہً صفایا کر دے۔"

قابل ایڈیٹر اخبار لیڈر آزاد خیال نوجوان فینٹی ہیں۔ مجھ سے ذاتی تعارف ہے۔ مگر اسلام سے ابھی تک پورے واقف نہیں۔ اور نہ ہی ہم ابھی تک عورتوں کی طرف توجہ کرنے کے قابل ہو سکے ہیں۔ مساجد احمدیت سے پہلے کی بنی ہوئی ہیں اور عورتوں کے لئے جگہ نہیں۔ بعض جگہ مردوں کے پیچھے جگہ بنا دی ہے۔ اور انشاء اللہ بہت جلد عیسائی اور بت پرست اصل اسلام سے واقف ہو جائینگے۔ اور گولڈکوسٹ کا آئندہ مذہب اسلام ہو گا۔ انشاء اللہ۔

جلسہ سالانہ کے متعلق ایک ضروری اعلان

جلسہ سالانہ ۱۹۲۲ء کا کام گو تنگ وقت میں شروع ہوا۔ اور گو ضروری اشیاء کی فہرست ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ شائع کی گئی ہے۔ مگر احباب نے جو دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالے ہیں ابھی سے مجھے امداد کے متعلق اطلاع دینی شروع کر دی ہیں۔ میں اور احباب کی توجہ اور فوری توجہ کا منتظر ہوں۔ ذیل میں وعدوں کی پہلی فہرست شائع کرتا ہوں۔

(۱) چودھری نورالدین صاحب چک ملا لکڑی دو ہزار من پختہ (۲) عبدالغنی صاحب بجنور۔ جھنیاں ہری گیلن ۱۲۵ عدد۔ پور (۳) جماعت بنگہ۔ آلو۔ ساٹھ من پختہ (۴) محمد اشرف خان صاحب دیا سلائی ایک گرس۔ موم بتی۔ دس بنڈل۔ سٹیفن سرخ سو بوتل کاغذ۔ ۴۰ رم (۵) چودھری کرم الٰہی صاحب گھی ۷ تار پختہ لکڑی دو سو من پختہ (۶) عبدالغنی خان صاحب سنور۔ پٹیالہ۔ مرچ سرخ تمام۔ موم بتی دس بنڈل۔ الائچی خورد تمام۔ الائچی کلاں تمام۔ زیرہ سیاہ تمام۔ لونگ تمام۔ دارچینی تمام (۷) ماسٹر قادر بخش صاحب لدھیانہ موم بتی۔ دس بنڈل (۸) جماعت بھیرہ چھچھی مرچ سرخ ۴۰ من پختہ (۹) جماعت بٹالہ۔ نمک ۸ من (۱۰) عنایت اللہ صاحب بہلول پور سیالکوٹ گھی دس تار پختہ (۱۱) محمودہ خاتون آرد گندم پانچ روپیہ۔ (۱۲) جماعت فیروزپور آرد گندم چھ سو روپیہ (۱۳) مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے مٹی کا تیل ایک پیپہ۔

میں امید کرتا ہوں۔ بقیہ جماعتیں اور احباب فی الفور امداد کے متعلق مجھے مطلع فرما دیں۔ جوابکا منتظر۔ سید محمد اسحٰق افسر سالانہ جلسہ۔

ایڈیٹر الحکم کی واپسی دارالامان میں

میں عرصہ تین سال سے بسلسلہ ملازمت حیدرآباد (دکن) چلا گیا تھا۔ اور اب ۱۸ر اکتوبر ۱۹۲۲ء کو سردست عارضی طور پر بسلسلہ رخصت واپس دارالامان میں آ گیا ہوں۔ میری دوست اور میری آقا و محسن حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس امر سے واقف ہیں کہ ہر چند مجھے حیدرآباد کے قیام میں دنیوی فائدہ ہو لیکن میری روح میں اللہ تعالیٰ کے محض فضل سے اس عرصہ میں بھی تڑپ رہی ہے کہ میں سلسلہ کی خدمت اپنے قلم سے کروں۔ اور اس کام کے مقابلہ میں کوئی چیز میری نظر میں بحمد اللہ قیمتی نہیں اسلئے میری پہلی اور آخری آرزو یہی ہے کہ میں مادی اور مالی مفاد کی ذرا بھی پروا نہ کرکے اسی خدمت میں اپنی بقیہ زندگی کو بسر کروں جو ہمیشہ سے میری محبوب رہی ہے۔ میں خود پہلے بھی اپنی خواہش اور مرضی سے نہیں گیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نزول کیلئے ایک سِر تھا جس سے میں ناواقف تھا اس اثناء میں خدا تعالیٰ کے فضلوں کے عجیب در عجیب مشاہدات میں نے کئے (جنکی تفصیل انشاء اللہ الحکم میں آئیگی) اور جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی دعاؤں کا نتیجہ اور اثر تھے

لیکن اب جبکہ میں واپس دارالامان آیا ہوں میں چاہتا ہوں کہ جلد سے جلد الحکم کے باقاعدہ اور مستقل اجراء کا انتظام کروں۔ اور حتی الوسع قادیان سے واپس جانے کے خیال کو سر میں آنے نہ دوں۔ میں پہلے بھی اپنی خواہش سے نہیں گیا تھا۔ اور اب بھی واپس جانے کا خیال اپنے سر میں نہیں پاتا۔ یہ نوٹ محض ایک اطلاع کے رنگ میں ہے۔ احباب آئندہ خط و کتابت براہ راست دفتر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء

کیا "خلیفۃ المسلمین" معزول ہو سکتا ہے؟

ہم نے تمام مسلمانان ہندوستان سے عموماً اور جمعیۃ العلماء ہند سے خصوصاً دریافت کیا تھا کہ سلطان ٹرکی کی معزولی جنہیں وہ "خلیفۃ المسلمین" مانتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ کے رُو سے کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔ اور کن دلائل شرعیہ کے رو سے خلافت کی قبا "خلیفۃ المسلمین" سے اُتاری جا سکتی ہے اسوقت تک ہماری نظر سے اس کا کوئی جواب نہیں گذرا۔ اگرچہ "خلیفۃ المسلمین" ٹرکی کی معزولی فی الحال ملتوی ہو گئی ہے۔ لیکن چونکہ مسلمانان ہند جس طرح پہلے کئی ٹرکش خلیفوں کی معزولی کو دیکھ چکے ہیں۔ اسی طرح موجودہ "خلیفۃ المسلمین" کی معزولی بھی ان کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے اور بڑے اطمینان اور تسلی کے ساتھ اسے بھی گوارا کرنے کیلئے تیار نظر آتے ہیں۔ اس لئے خلیفہ کی معزولی کے متعلق ان سے جو استفسار کیا گیا ہے۔ اس کی یاددہانی کر لینے کو بے موقع اور بے محل نہیں کہا جا سکتا کیا مسلمان خلافت جیسے اہم مسئلہ کے اس پہلو پر شرعی دلائل سے روشنی ڈالیں گے۔ اور "خلیفۃ المسلمین" کی معزولی کو شرعی لحاظ سے جائز ثابت کریں گے۔

اخبار "زمیندار" (۹۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء) نے "خلیفۃ المسلمین" کی معزولی پر بحث کرتے ہوئے دلائل شرعیہ سے نہیں بلکہ اپنے زور قلم سے معزولی کا جواز ثابت کرنے کے لئے لکھا ہے۔

"اگر آج کوئی خلیفہ دشمنان دین اور اعدائے خلافت سے دوستی اور محبت کے روابط و سلاسل قائم کرے اور ان کا خفیہ یا علانیہ مدد و معاون بن کر حفظ خلافت اور حفظ اسلام کی صحیح۔ سچی اور مخلصانہ مساعی کو ناکام بنانے کی تدابیر پر عمل پیرا ہو۔ مجاہدین اسلام کے خلاف لشکر آرا ہو کر انہیں مٹانے اور تباہ کرنے کی کوشش کرے۔ اپنی موہوم راحت و آسایش کی خاطر خود اپنی سلطنت اور اپنی خلافت کی بربادی کے محضر پر مہر تصدیق و امضا لگا دے۔ تو یقیناً وہ اس کا مستحق نہیں۔ کہ مسلمانان عالم کی دینی سیادت اور مختصر یا وسیع آبادی کی دینی و دنیوی سیادت کی عنان اس کے ہاتھ میں دی جائے یا فرزندان توحید ایسے دنیا میں اپنی سب سے عزیز اور قیمتی امانت یعنی خلافت کا حامل بنائیں۔ لہذا اگر ترکان احرار احکام شریعت کے مطابق حضور سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین سلطان وحید الدین خان کو گذشتہ تین یا چار سال کے واقعات و حوادث کے پیش نظر جن کا ہمیں صحیح طور پر کوئی علم نہیں۔ خدانخواستہ عزل ہی کا مستحق سمجھیں۔ تو اسپر تڑپنے۔ پیٹنے اور طرح طرح کے ظنون فاسدہ اور اوہام باطلہ کا تختہ مشق بننے کی کوئی وجہ نہیں۔"

حیرت ہے۔ "خلیفۃ المسلمین" سلطان ٹرکی کی معزولی کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے "زمیندار" اس بات کو قطعاً بھول گیا۔ کہ مسئلہ خلافت ایک مذہبی اور دینی مسئلہ ہے۔ نہ کہ عوام کا گھڑا ہوا ڈھکوسلہ۔ اس لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ مذہب نے اس کے متعلق کیا بیان کیا۔ نہ یہ کہ زید و بکر جو چاہے اس بارے میں کہہ سکتا ہے۔

"زمیندار" کو اختیار ہے کہ ایک طرف سلطان ٹرکی کو "خلیفۃ المسلمین" تسلیم کرے۔ اور دوسری طرف دشمنان دین کا دوست۔ مدد اور معاون۔ مجاہدین اسلام کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کرنیوالا۔ یا اور جو کچھ چاہے کہے۔ لیکن قرآن کریم کی آیت استخلاف تو یہ کہتی ہے۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض۔ کہ مومنوں اور اعمال صالحہ رکھنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائیگا۔

اگر مسلمان سلطان ٹرکی کو اسی آیت کے ماتحت خلیفہ سمجھتے ہیں۔ اور ضرور سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس کے ماتحت لائے بغیر وہ مسئلہ خلافت کو مذہبی مسئلہ نہیں کہہ سکتے۔ تو ان کا کوئی حق نہیں۔ کہ سلطان ٹرکی کو معزول کرنے کی خاطر اسے دشمن دین و اسلام قرار دیں۔ اور اسپر مجاہدین اسلام کو تباہ و برباد کرنے کا الزام لگائیں۔ کیونکہ آیت صاف اور کھلے طور پر بتاتی ہے۔ کہ مسند خلافت پر خدا تعالیٰ اسی کو متمکن کریگا۔ جو مومن ہو گا۔ اور جس کے اعمال عین اسلام کے مطابق ہونگے پھر وہ دشمنان اسلام کا مدد و معاون ہو کر اسلام کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اور حفظ خلافت اور حفظ اسلام کی صحیح سچی اور مخلصانہ مساعی کو ناکام بنانے کی تدابیر پر عمل پیرا" نہ ہو گا۔ بلکہ اس کا تو یہ کام ہو گا۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم۔ کہ خدا اسکے ذریعہ مسلمانوں کیلئے ان کے دین کو قائم اور ثابت کر دیگا۔ ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ اور ان کی حالت کو خوف سے بدلکر امن میں کر دیگا۔

اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو مسلمان سلطان ٹرکی کو "خلیفۃ المسلمین" نہ قرار دیں۔ یا پھر ان پر ایسے سخت اور شرمناک الزام نہ لگائیں جو خلیفہ اسلام تو کیا کسی معمولی مسلمان کے لئے بھی نہایت ہی قابل شرم ہیں۔ پس اگر "خلافت" اسلام کا مذہبی مسئلہ ہے اور خلیفہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسلام اور اہل اسلام کی حفاظت اور نگہداشت کے لئے مقرر ہوتا ہے۔ تو اسے دشمن اسلام قرار دیکر معزول کرنیوالے سمجھ لیں کہ وہ کیسے خطرناک فعل کے جواز کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ بالمقابل اس کے اگر فی الواقعہ سلطان ٹرکی پر وہ تمام الزام عائد ہوتے ہیں جو "زمیندار" نے لگائے ہیں۔ اور سلطان ٹرکی اسلام کا ایسا ہی دشمن ہے۔ جیسا کہ "زمیندار" نے دکھایا ہے تو پھر سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ خدا کا مقرر کردہ خلیفۃ المسلمین نہیں۔ بلکہ انسانوں کا بنایا ہوا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کسی دشمن اسلام کو خلیفہ نہیں بناتا۔ بلکہ وہ جس کو خلیفہ بناتا ہے۔ وہ اسلام کا خادم اسلام کی حفاظت کرنیوالا اور اسلام کی نورانی کرنوں کو دنیا میں پھیلانیوالا ہوتا ہے۔ اور چونکہ ایسا خلیفہ خدا تعالیٰ ہی مقرر کرتا ہے۔ اس لئے اس کی معزولی بھی انسانوں کے اختیار میں نہیں رکھی گئی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ شریعت اسلامیہ میں خلیفہ کی معزولی کے متعلق کسی نے بھی بحث ہی نہیں اٹھائی۔ ہاں بادشاہ کی معزولی کا تو ذکر ہے اور وہ بھی اس صورت میں جبکہ بادشاہ اسلام سے مرتد ہو جائے۔ لیکن خلیفہ کی معزولی کا خیال بھی

نہیں آیا۔ مگر اب ایک طرف تو ایک شخص کو "خلیفۃ المسلمین" کہا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف اسے دشمن اسلام اور مجاہدین اسلام کو تباہ کرنیوالا قرار دے کر اس کی معزولی کو جائز ثابت کیا جاتا ہے۔

اس سے اگر کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ تو یہی کہ جس "خلیفۃ المسلمین" پر ایسے الزام تھوپ کر اس کی معزولی کو حق بجانب قرار دیا جاتا ہے وہ ایسے لوگوں کا بنایا ہوا ہے۔ جو اس کو معزول کرنے کی مقدرت بھی رکھتے ہیں۔ اور انسانوں کے بنائے ہوئے خلیفہ سے اسلام کو جس قدر بھی نقصان پہنچ جائے کم ہے۔ لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہو سکتی ہے کہ ایک کو معزول کر کے دوسرے جس شخص کو "خلیفۃ المسلمین" بنایا جائے گا۔ وہ بھی پہلے ہی کی طرح دشمن اسلام ثابت نہ ہو گا۔ اور اس کی ذات سے اسلام اور مجاہدین اسلام کو نقصان نہ پہنچیگا۔

مسلمان "خلیفۃ المسلمین" سلطان ترکی پر اسلام کا دشمن وغیرہ الزام لگا کر اس کی معزولی کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے جہاں یہ ثابت کر رہے ہیں۔ کہ وہ اس مسند خلافت پر متمکن نہیں۔ جس پر خدا اسلام کی تائید اور نصرت کے لئے اپنے ایماندار اور صالح بندوں کو قائم کرتا ہے۔ بلکہ انسانوں کی تجویز کردہ خلافت کے خلیفہ ہیں۔ اسی طرح یہ بھی واضح ہو رہا ہے۔ کہ جب مسلمانوں کا "خلیفۃ المسلمین" بھی ایسے افعال کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ جو نہایت ہی افسوسناک ہیں تو کیا اب بھی مسلمانوں کی حالت اس حد کو نہیں پہنچ چکی۔ کہ خدا کا کوئی مامور اور مصلح ان کی اصلاح کے لئے مبعوث ہو۔ "خلیفۃ المسلمین" کا دینی لحاظ سے باقی تمام مسلمانوں سے اعلےٰ اور اکمل ہونا لابدی ہے۔ اور جب سب سے اعلیٰ شخصیت کی وہ حالت ہو۔ جو "زمیندار" نے بیان کی ہے۔ تو دوسروں کی نسبت بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کی کیسی حالت ہے۔ اس سے بڑھ کر خدا کے امور کی ضرورت کا اور کونسا زمانہ ہو سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلمان اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور حضرت مرزا صاحب جو اس زمانہ کے مصلح ہیں۔ ان کے دعاوی کو قبول نہیں کرتے۔

مسٹر لائڈ جارج کی عیسائیت۔

مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم انگلستان نے اپنی موجودہ پالیسی کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے مانچسٹر میں جو تقریر کی ہے۔ اسمیں انھوں نے جہاں اہل انگلینڈ کے انتقامانہ جذبات کو ترکوں کے خلاف بھڑکاتے ہوئے اور بہت کچھ کہا۔ وہاں یہ بھی فرمایا کہ:-

"دنیا میں ایسے بھی آدمی ہیں۔ جن کا اب بھی خیال ہے کہ ایک عیسائی کا کام یہ ہے۔ کہ ترکوں اور عامیان ترک کے ہاتھوں قتل ہو جائے۔ اور خود ایک بھی ضرب نہ لگائے۔ میں اس قسم کا عیسائی نہیں ہوں۔ (تالیاں) جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ اور خدا کی دی ہوئی طاقت مجھ میں موجود ہے۔ میں اس تلوار کا ضرور استعمال کروں گا" (تالیاں)

اس کے متعلق ہم صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ وہ عیسائیت جو یسوع مسیح کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور جس کی بنیاد اناجیل موجودہ پر ہے۔ وہ مسٹر لائڈ جارج کو قطعاً عیسائی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کی تو یہ تعلیم ہے کہ:-

"جو کوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کے آگے پھیر دے"

(متی باب ۵ آیت ۳۹)

اگر مسٹر لائڈ جارج ایسا عیسائی بننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ جو اس تعلیم پر عمل کرے۔ بلکہ وہ اس کے خلاف چلتا ہے۔ تو پھر اسے عیسائی کہلانے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔

تازہ خبروں سے (جو مفصل طور پر ممالک غیر کی خبروں کے زیر عنوان درج کی گئی ہیں) معلوم ہوا ہے کہ جس تلوار کے گھمنڈ پر مسٹر لائڈ جارج نے باوجود عیسائی کہلانے کے عیسائیت کی تعلیم کو ٹھکرا دیا تھا۔ اور اس کے حامیوں نے اپر تالیاں بجائی تھیں۔ وہ اس کے ہاتھ سے گر چکی ہے۔ یعنی وزارت عظمیٰ اس کے ہاتھ سے جاتی رہی ہے۔ ترکوں جیسی مظلوم اور بے کس قوم کی آہیں اکی تلوار اور طاقت پر غالب آگئی ہیں۔ اور جس کے ہیرو وہ اسقدر تلوار کے جوہر دکھانے کے لئے بیقرار ہو رہا تھا۔ وہ ایک لمحہ میں اس سے محروم ہو گیا۔

پنڈت دیانند صاحب اور مسلمان

عام مسلمانوں کو پنڈت دیانند صاحب کا ثنا خوان بنانے کی خاطر آریہ اخبارات اپنے رشی نمبروں میں بعض مسلمانوں سے پنڈت صاحب موصوف کے متعلق تعریفی مضامین لکھا کر شایع کرتے رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ اس کے متعلق ہم نے ایسے مضامین لکھنے والوں کی توجہ پنڈت صاحب مذکور کے ان کارناموں کی طرف دلائی تھی۔ جو انہوں نے اسلام اور اسلام کے مقدس بانی کے متعلق سرانجام دئے ہیں۔ اور جن کا نمونہ ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب موجود ہے۔ اس میں ایسے ایسے گندے اور ناپاک الفاظ۔ خدا تعالیٰ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ قرآن کریم اور ملائکہ وغیرہ کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں کہ کوئی بدباطن اور کمینہ دشمن اسلام بھی ان کو پڑھ کر شرما جائیگا۔

جس شخص کا ساری عمر اسلام کے متعلق یہ رویہ رہا ہو اور جس کے پیرو اب بھی اس کے نقش قدم پر چل رہے ہوں اس کے متعلق کسی مسلمان کہلانے والے کا تعریفی مضمون لکھنا پرلے درجہ کی بے غیرتی ہے۔ اسی لئے ہم نے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی تھی۔ اور خوشی کی بات ہے۔ کہ اس کا نتیجہ اچھا نکلا ہے۔ چنانچہ اس سال اخبار "پرکاش" کا جو رشی نمبر نکلا ہے۔ اس میں سوائے ایک عورت کے جس کا نام اردو اخباری دنیا میں بحیثیت مضمون نگار اس سے قبل ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ کسی مسلمان اہل قلم کا کوئی مضمون نہیں ہے۔

اگرچہ یہ ایک چھوٹی سی بات ہے۔ لیکن چونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسلمان اپنے مذہب کے متعلق غیرت کا احساس رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم خاص طور پر خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اور اُمید رکھتے ہیں کہ آئندہ بھی کوئی ایسا شخص جو پنڈت دیانند صاحب کے اس سلوک سے آگاہ ہو گا۔ جو انھوں نے اسلام اور اہل اسلام سے روا رکھا۔ وہ ان کی ایسی تعریف کرنے سے محترز رہیگا جو کہ عوام کو دھوکہ میں ڈالدے۔ جب تک ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب موجود ہے۔ اور پنڈت لیکھرام کی اسلام کے خلاف بیہودہ سرائی اس کی کلیات میں درج۔ جس کی تقلید میں آج تک آریہ صاحبان اسلام پر گندے حملے کرتے رہتے ہیں۔ اسوقت تک [illegible]

دشمن کا حملہ دشمن ہی پر

خلافت احمدیہ کے خلاف دوسرا گمنام ٹریکٹ

ذیل میں وہ دوسرا گمنام ٹریکٹ جس کا نام "اظہار الحق نمبر ۲" ہے۔ اسی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے حرف بحرف نقل کیا جاتا ہے۔ جس کا ذکر ۱۲ راکتوبر کے الفضل میں پہلے ٹریکٹ کو درج کرتے ہوئے کیا جا چکا ہے۔ اس ٹریکٹ کا جواب ابھی دونوں "اظہار حقیقت" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ جو اب بھی قادیان کے کتب فروشوں سے مل سکتا ہے۔ دوسرے ٹریکٹ کو درج کرنے کے ساتھ ہی اخبار "پیغام صلح" کی وہ تحریر بھی نقل کی جاتی ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ اہل پیغام کا ان گمنام ٹریکٹوں سے کیا اور کس قسم کا تعلق تھا۔ وہ تحریر یہ ہے:

"کھلی چٹھی بنام جماعت انصار اللہ (احمدی)"

مجھے کئی احباب کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ کہ جماعت میں جو ٹریکٹ اظہار الحق وغیرہ تقسیم ہوتے ہیں۔ وہ میری یا سید انعام اللہ شاہ منیجر اخبار پیغام صلح کی تحریک سے شائع ہوئے ہیں۔ یا ہم نے چھپوائے ہیں۔ اس بات کی اشاعت کرنے والے لاہور کے چند ایک پرجوش انصار اللہ معلوم ہوتے ہیں جو کسی بات کو زبان سے نکالتے وقت آگا پیچھا نہیں سوچتے۔ اور بھائیوں کی نسبت غلط باتیں مشہور کرنے سے نہیں جھجکتے۔ ہم نے کبھی جماعت میں تفرقہ کو پسند نہیں کیا۔ بلکہ جو بات کسی بھائی کی نسبت عام طور پر بنی اس کی بابت خود اسی سے دریافت کرنا مناسب سمجھا۔ جو ٹریکٹ ہم نے دیکھے ہیں۔ ہمیں ذرا شک نہیں۔ کہ اکثر باتیں ان کی سچی ہیں جہاں تک کہ ان کے متعلق ہمارا علم ہے۔ اور بعض باتیں ہمارے علم اور مشاہدہ سے بالاتر ہیں۔ اس لئے ان کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہمارے خیال میں یہی رائے تمام جماعت کی ہوگی۔ اب قابل غور یہ امر ہے کہ ہمیں ان باتوں کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ یا خواہ مخواہ اپنے بے گناہ بھائیوں کو نشانہ طعن بنا کر ان کو ابتلا میں ڈالنا چاہیئے۔ مسیح موعودؑ کی ہر بات اور قول وفعل پر ہمارا ایمان ہے۔ اور ہمارے وہی عقائد ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے بارہا بیان فرمائے ہیں۔ اور سلسلہ کی ہر ایک تحریک میں امداد دینا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ جب ہمارا حضرت مسیح موعودؑ کی ہر بات کے ساتھ پورا پورا ایمان ہے تو دیگر فروعی باتوں کے اختلاف یا ٹریکٹ والوں کے بیان کردہ باتوں کے ساتھ اتفاق رائے رکھنے کے جرم میں اگر ہماری نسبت غلط فہمی پھیلائی جانی لاہوری انصار اللہ نے مناسب سمجھی ہے۔ اور ہمارے خلاف کچھ لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ تو ہماری طرف سے اگر کچھ کمی بیشی کا کلمہ لکھا گیا۔ تو اس کی ذمہ داری بھی ان پر ہوگی۔

راقم (محمد منظور الٰہی احمدی) میں ہر حرف سے متفق ہوں

سید انعام اللہ" پیغام صلح جلد اول ۴۲ مورخہ ۱۶ ر ۱۷ ستمبر ۱۹۱۳ء

"خدا کے لئے اول سے آخر تک پڑھو۔ سارا پڑھنے کے بغیر کوئی رائے قائم مت کرو"

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اظہار الحق نمبر ۲

احمدی جماعت میں کوئی عیب نہیں

صرف احمدی احباب کے مطالعہ کیلئے غیر احمدی کو نہ دکھایا جاوے۔

برادران! آپ نے اخبار الفضل نمبر ۲۰ اور پیغام صلح نمبر ۴۸ کے آخری صفحے پڑھے ہونگے۔ ہماری غریب اور بھولی بھالی جماعت میں یہ مشہور کیا جا رہا ہے۔ کہ موجودہ تفرقہ جو جماعت میں روز افزوں ترقی پر ہے۔ وہ عیاروں کی کارستانی ہے۔ ورنہ فی الحقیقت بڑے بڑے سرکردگان قوم کا اس میں کچھ بھی قصور نہیں۔ جہاں تک میرا علم اور واقفیت ہے۔ میں دعوی سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری جماعت اس قسم کے فتنہ پرداز شریروں کے وجود سے بالکل پاک ہے۔ ممکن ہے ایک آدھ آدمی ایسا ہو مگر وہ شاذ کے حکم میں ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ہماری قوم نے خلاف منشاء "الوصیت" حضرت مسیح موعودؑ جمہوریت کے رنگ کو چھوڑ کر شخصی غلامی اختیار کر لی ہے۔ اور اپنی عقل اور ذہن کو یہاں تک غیر ماموروں کی غلامی میں دے دیا ہے۔ کہ جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں۔ ہم محض حسن ظنی کی راہ سے اسے کالوحی من السماء سمجھتے۔ اور بھیڑ چال اختیار کر کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اسی مرض نے عام مسلمانوں کو حضرت مسیح موعودؑ کی شناخت سے محروم رکھا اور اب یہی مرض ہم میں بھی سرایت کر جاتا ہے۔ جو مامور من اللہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا رہا ہے۔ وہ دنیا کو عقلی اور ذہنی غلامی سے چھڑاتا رہا ہے۔ اور سوائے مامور کی شخصیت کے کسی اور کی حد درجہ کی غلامی سے پرہیز دلاتا رہا ہے۔ غور کرو رسول کریمؐ کے صحابہ کس درجہ دلیر تھے۔ رسول کریمؐ کے حضور بھی بڑی جرأت سے ہر ایک دریافت طلب امر بیان کر دیتے تھے۔ اور کسی کا نقص دیکھ کر لگی لپٹی نہیں رہنے دیتے تھے۔ بعینہٖ یہی نظارہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں دیکھتے رہے ہیں۔ حضور نے سچائی کے مقابلہ پر کسی عزیز سے عزیز رشتہ دار کی بھی پرواہ نہیں کی۔ جن لوگوں نے مسیح موعودؑ کا زمانہ دیکھا ہے۔ وہ بیان کر سکتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں اور موجودہ زمانہ میں کتنا فرق ہے۔ اب غیر مامور شخصیتوں کا اس قدر زور بڑھا ہوا ہے۔ کہ اگر ان میں سے کسی ایک کے خلاف طبع کوئی امر کسی سے ہو جائے۔ تو ایسے شخص کا جماعت میں رہنا دشوار ہو جاتا ہے۔ بات بات پر خلیفہ کے کان بھر کر بھائیوں کے خلاف بدگمانی پھیلا دی جاتی ہے۔ ہماری جماعت ہے کہ غیر مامور لوگوں کی اس درجہ گرویدہ ہو رہی ہے۔ کہ اصل واقعات پر ذرا غور نہیں کرتی۔ ادھر ہر عام لوگوں کا رجحان دیکھا وہی بات درست سمجھی۔ حالانکہ روز پڑھتے ہیں۔ قلیلاً ما یتذکرون۔ کیا یہ قرآنی حکم غیر احمدیوں کے لئے ہے۔ احمدی ان احکامات سے بری ہو چکے ہیں۔ موجودہ حالت ہماری جماعت کی پیر پرستی کی ہے۔ اور اگر چند سال اسی رفتار پر اسے چلنے دیا گیا۔ تو یقیناً احمدی پیر پرستوں اور غیر احمدی پیر پرستوں میں کچھ بھی فرق نہ رہیگا۔ جماعت کو اس بات پر ایمان ہونا چاہئے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد کوئی "مصلح موعود" یا "مامور" آئندہ صدی کے سر پر ہی آئیگا۔ نہ کہ حضرت صاحبؑ کے چند ہی سال بعد۔ یہ باطل خیال ہے۔ جو بذریعہ الحکم پھیلایا جا رہا ہے۔ دراصل اس میں سوائے جماعت کو پیر پرستی کے گڑھے میں پھینکنے کے اور کوئی مقصد نہیں۔ کیونکہ جب تک پیر گدیوں کی طرح قادیان میں بھی اندھیر نہ ہو جاوے۔ تب تک مطلب پرست لوگوں کے مطلب حل نہیں ہو سکتے۔ جمہوریت میں ایسے لوگ [illegible] نہیں کر سکتے۔ نیچے لکھے ہوئے واقعات سے ثابت ہوتا

در جب مولوی نورالدین صاحب جیسا عالم قرآن وحدیث اور بوڑھا جہاندیدہ انسان باوجود زمانہ کا سرد گرم دیکھنے ہونے کے فتنہ پردازوں کے دھوکہ میں آسکتا ہے۔ تو ناتجربہ کار بچے سوائے قوم کو فتنہ پردازی کا آماجگاہ بنانے کے اور کیا کر سکتے ہیں۔ موجودہ حریت کے زمانہ میں غیر مامور لوگوں کی اندھی غلامی علامت انسانیت ہے۔ اور ذیل کے واقعات بتا دیں گے ایک شخص کو اتنا اقتدار دے دینا قوم اور ملک کو فتنہ میں ڈالنا ہے اس لئے ہماری جماعت کو اپنا آئندہ پروگرام حسب "الوصیت" جمہوری رنگ میں بدل دینا چاہیئے جس کے ذریعہ سے ہمارے تمام دینی اور دنیاوی قومی معاملات طے ہوا کریں۔ اور دینی فتوی بھی وہیں سے جاری ہوں۔ اس وقت جتنے عالم اس لائق ہیں کہ وہ دینی معاملہ میں فتویٰ دے سکتے ہیں۔ وہ انجمن میں شامل کئے جاویں۔ اور جو فتویٰ ہو وہ جمہوریت کے رنگ میں دیا جاوے۔ نہ شخصی حیثیت سے۔ غور کرو کہ شیعہ سنی خارجی کے جھگڑوں کو چھوڑ کر صرف سنیوں میں ہی محض فقہی مسائل کے اختلاف پر حنفی۔ شافعی۔ حنبلی۔ مالکی پیدا ہو کر آپس میں خونریزیاں کرتے رہے۔ حضرت مسیح موعود نے احمدیوں کو اس قسم کی تفرقہ بازیوں سے بچنے کے لئے "الوصیت" شائع کرنے کے بعد ہی جمہوری رنگ میں انجمن کھڑی کر دی اور صاف صاف فرما دیا۔ کہ جب تک کوئی مامور من اللہ تم میں نازل نہ ہو۔ اسی صورت سے مل کر کام کئے جاؤ۔ جماعت کی ترقی کے لئے جس بزرگ قوم کے ہاتھ پر باہم مومن اتفاق کریں وہ لوگوں کو حضرت مسیح موعود کے نام پر سلسلہ احمدیہ میں داخل کر لیا کرے ایسے لوگ احمدیوں کو پند و نصائح کرنے تک ہی محدود رہیں۔ دینی اور دنیاوی فسادات میں بحیثیت شخصی رائے کے دخل نہ دیں۔ بلکہ ایسی آراء قومی مجلس میں پیش کر کے ان کا نفاذ کرائیں یہ ایک امن اور سلامتی کی راہ ہے۔ جس پر چلنے سے ہی ہم پیر پرستی اور عقلی و ذہنی غلامی سے بچ سکتے ہیں۔

موجودہ شورش کی بنیاد کیسے پڑی۔ گو بھولی بھالی قوم کو دھوکہ میں رکھا جاوے مگر اصل بات یہ ہے کہ موجودہ واقعات کی تہ میں ایک بڑی گہری سازش ہے۔ جو حضرت مسیح کی وفات کے بعد ہی شروع ہو گئی تھی۔ جب صدر انجمن کے بزرگ اراکین کی غفلت سے ساری قوم صرف جناب مولوی نورالدین صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنے پر مجبور ہو گئی۔ اور بانی سلسلہ کی وفات کے اضطراب میں "الوصیت" کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے خدائی قوم کے بہ زور علمی مضامین کا تہلکہ احمدی اور غیر احمدی دنیا میں مچا ہوا تھا۔ اور ان کا ذکر خیر ہر ایک کی زبان پر تھا۔ باوجود ہر ایک قسم کی مالی اور جانی قربانی کے آپ کو کبھی پیر بننے کا خیال تک نہ ہوا۔ چونکہ آپ ہر خاص و عام کی نظر میں روز بروز مقبول ہوتے جا رہے تھے۔ اس لئے زمانہ کی روش کے مطابق آپ کے حاسد بھی پیدا ہونے ضروری تھے۔ اس وقت ہر کہ ومہ کی زبان پر یہی کلمہ جاری تھا۔ کہ جناب مولوی نورالدین صاحب کا حقیقی جانشین اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ صرف مولوی محمد علی ہے۔ سارے احمدی اپنے دلوں کو ٹٹولیں کہ آیا یہ بات اس وقت سچ تھی یا نہیں۔ خیر تو حاسدوں نے اپنی کارروائی حضرت بیوی صاحبہ (ام المومنین) کے ذریعہ شروع کی اور بیوی صاحبہ نے مولوی نورالدین صاحب سے صاف کہہ دیا۔ کہ آپ کے ہاتھ پر تو ہم بیعت کر چکے ہیں۔ مگر آپ کے بعد کسی رذیل ذات ارائیں وغیرہ کے ہاتھ پر ہم ہرگز بیعت نہیں کرینگے۔ جس پر مولوی نورالدین صاحب نے ان کی حسب مرضی جواب دیکر ٹال دیا۔ اس کے بعد ہر جائز اور ناجائز کوشش انجمن کے معاملات میں دخل دینے اور مولوی محمد علی صاحب کو تنگ کرنے کے لئے کی جاتی رہیں۔ یہاں تک کہ میر ناصر نواب کے لڑکے میر اسحق نے ایک شوشہ کھڑا کر دیا۔ کہ انجمن خلیفہ کے ماتحت ہے یا خلیفہ انجمن کے ماتحت۔ اور پھر اس پردہ طوفان بے تمیزی مچایا گیا۔ اور ساری جماعت کو انجمن کے کارکنوں کے خلاف اس قدر بھڑکایا گیا۔ کہ وہ بیچارے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اور اس طرح "الوصیت" کی خلاف ورزی کی سزا میں ذلیل کئے گئے۔ اب جماعت میں باقاعدہ طور پر زبانی اور بذریعہ اخبار "الحکم" تمام ان لوگوں کے خلاف جو انجمن کے سرکردہ تھے۔ غلط فہمی پھیلانی شروع کی گئی۔ اور ساتھ ہی پیش بندی کے لئے مرزا محمود صاحب کو بطور مدعی خلافت "مامور" "مصلح موعود" پیش کیا جانے لگا۔ اور اصل بات سے جماعت کو اندھیرے میں رکھ کر یہ مشہور کیا جاتا رہا۔ کہ انجمن کے سرکردہ لوگ اہل بیت مسیح موعود کے دشمن اور بدخواہ ہیں۔ کیا جماعت کے عقلمند لوگ یہ وہم میں بھی لا سکتے ہیں۔ کہ حضرت مولانا مولوی غلام حسین صاحب پشاوری۔ حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب۔ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر جناب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اور جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کبھی حضرت مسیح موعود کی بیوی یا بچوں کے دشمن اور بدخواہ ہو سکتے ہیں۔ اس وقت تک صدر انجمن احمدیہ جس کے یہ بزرگ اراکین ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے اہل بیت کو باقاعدہ ماہوار وظیفہ دیتی ہے۔ مرزا محمود صاحب جب مصر تعلیم کے لئے جانے لگے تو انجمن نے بیت المال سے دو ہزار روپیہ دیا۔ اس کے علاوہ چار سو روپیہ نقد شیخ رحمت اللہ صاحب نے دیا۔ راستہ میں حج کا ارادہ ہو گیا۔ حج کے اخراجات غریب کی جماعت نے برداشت کئے۔ اور نقد بھی پیش کیا۔ مرزا محمود احمد کی واپسی پر قریب بارہ سو روپیہ بچ رہا۔ جو انجمن کو تو واپس نہ کیا گیا۔ بلکہ "پیغام صلح" کے مقابلہ پر اسی روپیہ سے اخبار "الفضل" جاری کیا گیا۔ حالانکہ روپیہ لیتے وقت بیوی صاحبہ نے کہا تھا کہ ہم خیرات نہیں لینا چاہتے۔ یہ روپیہ بطور قرض محسوب ہو۔ ان واقعات کی موجودگی میں انجمن کو اہل بیت کا دشمن قرار دیا جاتا ہے۔ پھر مرزا بشیر احمد کے لئے کالج تعلیم کے لئے پچاس روپیہ ماہوار وظیفہ انجمن کی طرف سے منظور ہوا۔ جو باوجود کالج چھوڑ جانے کے ابھی تک ادا کیا جا رہا ہے۔ قادیان میں رہکر جو کچھ درس و تدریس وہ کر رہے ہیں۔ اسکا اظہار ہماری قوم کے لئے ایک معمہ ہے۔ انجمن کی طرف سے سلوک کے یہ مختصر واقعات ہیں۔ اس کے مقابل اہل بیت کا سلوک قوم سے دیکھئے۔ وہ نیا مہمان خانہ جسے حضرت مسیح موعود نے اپنے مہمانوں کے آرام کیلئے بنایا تھا۔ بعد وفات حضرت مسیح موعود قوم سے چھین لیا گیا۔ سالانہ جلسہ کے اجتماع عظیم کے موقعہ پر جب مہمانوں کے ٹھہرنے کی جگہ تک قادیان میں نہیں ملتی۔ باوجود انجمن کی التجاؤں کے ان مکانات کو جو حضرت مسیح موعود نے قوم کے لئے اور قوم کے نام پر اور اسی کے روپے سے بنوائے تھے عارضی طور پر بھی مہمانوں کے رہنے کے لئے نہیں دیا جاتا۔ اہل بیت والوں کے تعلقدار نکمے بیٹھے انجمن اور اس کے اراکین پر ذاتی حملوں کے سوا اور کچھ نہیں کرتے۔ مرزا محمود صاحب تک انجمن سے روٹھ رہے ہیں۔ اور جلسوں میں شامل نہیں ہوتے۔ محض اس لئے کہ جمہوری رائے چھوڑ کر ان کی شخصی رائے کو قبول کیا جاوے۔ مرزا محمود صاحب کے غرض ہی جو بات بات میں

مولوی محمد علی کے گلے پڑتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان پر خیانت کا الزام لگانے سے بھی باز نہیں آئے۔ مگر اپنے گریبان میں منہ ڈالکر نہیں دیکھتے۔ ضرورت ہوئی تو سب واقعات طشت از بام کرتے جائینگے۔ فی الحال جگہ کی تنگی مانع ہے۔

خیر تو اختلاف موجودہ کی اور حقیقت سنئے۔ جب مرزا محمود احمد صاحب نے دیکھا کہ ان اراکین انجمن کے سہارے پر اخبار پیغام صلح لاہور سے جاری ہونیوالا ہے۔ اور وہ انکی اجازت مولوی حکیم نور الدین صاحب سے لے چکے ہیں۔ تو آپ نے جھٹ مولوی صاحب کے سامنے "الفضل" کی تحریک پیش کردی۔ وہاں کیا تھا۔ اہل بیت کا آدمی ایک کام کرنا چاہے۔ اور اس کی رکاوٹ کا جرم کیا جاوے جھٹ منظوری ہوگئی۔ حالانکہ مرزا محمود صاحب کے استقلال کا یہ حال ہے کہ حضرت مسیح موعود کی خواہش اور ارادہ سے جاری کیا ہوا تشحیذ الاذہان رسالہ جس کے ایڈیٹر آپ لکھے جاتے ہیں کس مپرسی کی حالت میں پڑا ہے۔ مہینوں ایڈیٹر صاحب کا اپنا مضمون کوئی نہیں ہوتا۔ اس کا کرتا دھرتا جو ہے اکمل ہے۔ پھر اس ہمت اور استقلال پر ایک ہفتہ وار اخبار جاری کر دینا سوائے دلی کدورت اور مخالفت بزرگان کے کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ گو ظاہراً ہمیں غلط تسلی دیجاتی ہے۔ کہ اسکی وجہ یہ نہیں۔ اگر قومی خدمت کا ہی ارادہ ہوتا۔ اور نفسانی اغراض مد نظر نہ ہوتی۔ تو قادیان کے اخبارات الحکم۔ بدر اور سب سے مقدم پھر اپنا رسالہ تشحیذ الاذہان ہی بہتر حالت میں بنایا جاتا۔ ذرا غیر احمدی رسالوں پر نظر دوڑا کر دیکھا جاتا کہ کیسی نفاست اور عمدگی سے اور کیسے عمدہ علمی ادبی مضامین سے پُر عمدہ زیور سے آراستہ پیراستہ نکلتے ہیں۔ یہی اخراجات اگر تشحیذ الاذہان پر کیے جاتے۔ تو وہ ایک عجیب و غریب رسالہ بن جاتا۔ سمجھنے والے سمجھتے تھے۔ کہ الفضل بلا ضرورت محض پیغام صلح کی مخالفت میں نکالا گیا ہے اور کسی نہ کسی دن ان دونوں کی مخالفت عملی رنگ اختیار کرلے گی چنانچہ آخر ایسا ہی ہوا۔

یہ یاد رہے کہ جیسے غیر احمدی مسلمانوں کے پاس ایک ہتھیار ہے جس سے مخالف خیال والوں پر فتویٰ کفر لگاتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے موجودہ احمدیوں کے پاس خدا کی بات پر جماعت سے خارج کر دینے کا ہتھیار موجود ہے۔ اور جیسے یہ عام طور پر اپنی جماعت [illegible] بھائیوں پر چلاتے رہتے ہیں۔ قادیان والے کا تو یہ خاص ہتھیار ہے۔ اور جیسے جماعت میں ذلیل کرنا ہو

یا اس کا رسوخ کم کرنا ہو۔ اس کی طرف سے خلیفہ کے کان بھر دیئے بس پھر کیا تھا۔ خلیفہ نے ایک لفظ بھی اس کے خلاف زبان سے نکالا۔ اور اڑانیوالے لے اڑے۔ اور ساری جماعت میں شور ڈال دیا۔ واللہ آپ یقین جانیں۔ جماعت میں عیاذ بتانے کے بارے میں جیسا میں الفضل کا مخالف ہوں۔ ویسا ہی پیغام صلح کا نہ میرا اول الذکر سے ذاتی تعلق ہے نہ موخر الذکر سے۔ میں تو حق کہوں گا۔ خواہ اس سے پیغام صلح یا اس کے سرپرستوں کو نقصان پہنچے یا الفضل کو۔ انہیں سے جو قومی معاملات میں مجرم ہو گا۔ میں اس کا پردہ فاش کرونگا۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان تحریروں میں اور وہ جو کشمیری گزٹ میں شائع ہوئی ہیں انجمن کے کسی کارکن یا ممبر کا ہاتھ نہیں۔ اور نہ انہیں سے کسی ایک کو اشارتاً یا کنایتہً اطلاع ہے۔ اور نہ یہ "پیغام صلح" کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کے منشاء یا مرضی پر شائع ہوئی ہیں اسلئے اس بناء پر جو لوگ پیغام صلح یا اراکین انجمن کی نسبت بدظنی کرینگے۔ وہ خدا تعالیٰ کی جناب میں جواب دہ ہونگے۔ مرزا محمود صاحب کی اندھی پیروی میں بدظنی کو جماعت میں ترقی نہ دی جائے۔ جس وقت کانپور کا واقعہ ہوا ہے۔ اسی دن پیغام صلح والوں نے خلیفہ رجب دین لاہوری کو اخبار ٹریبیون دیکر قادیان بھیجا۔ کہ اس پر جیسا حکم ہو لکھا جاوے۔ وہاں سے خلیفہ صاحب مولوی نور الدین صاحب کا خط لیکر آئے جو اسی اخبار میں اور پھر بطور ضمیمہ بھی شائع کیا گیا تھا اور اسی خط کی بناء پر اس مضمون پر کچھ نوٹ لکھے گئے۔ مگر ان کے بعد میں قادیان سے کچھ دیکھا گیا کہ یہ نوٹ یا مضامین خلاف منشاء مولوی نور الدین صاحب ہیں۔ اور اگر ایسا ہوتا تو مولوی صاحب کا بطور مصلح اور خلیفہ ہونے کے فرض تھا کہ قوم کو قوم سے اطلاع دیتے۔ اور اپنے الفاظ کی صحیح تشریح کر دیتے۔ اور پیغام صلح میں چھپوا دیتے تاکہ جن لوگوں میں پیغام صلح کے ذریعہ سے غلط فہمی پھیلی تھی وہ رفع ہو جاتی۔ مگر ایسا ہرگز نہیں کیا گیا۔ یہ کیوں محض اسلئے کہ مقربان خلافت یہ دو چاہتے تھے۔ بلکہ مولوی صاحب کو اور بھڑکانا منظور تھا۔ یہاں تک کہ اخبار "الفضل" میں لگاتار "پیغام صلح" پر حملے شروع کئے گئے۔ صرف تحریر تک ہی مخالفت کو بس نہیں کیا گیا۔ بلکہ زبانی اور خط و کتابت کے ذریعہ سے بھی پیغام صلح کی بےحد مخالفت کی گئی۔ مرزا محمود صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی نور الدین صاحب نے ایک سیاسی مضمون کی بناء پر اخبار پیغام صلح خریدنا بند کر دیا تھا۔ مگر یہ محض جھوٹ ہے۔ ممکن ہے یہ وجہ نواب صاحب [illegible]

بہادر سے ملاقات کرنے کے بعد بتائی گئی ہو۔ مگر اس سے پہلے کوئی نے پیغام صلح کو جب "پیغام جنگ" زبانی اور تحریری طور پر مشتہر کرنا شروع کیا تھا۔ اسوقت سیاسی مضمون کی بنا نہ تھی۔ بلکہ ایک معمولی مضمون پر بات کا بتنگڑ بنا کر مولوی صاحب کو برانگیختہ کیا گیا تھا۔ اور وہ مضمون "توڑنا آسان ہے اور جوڑنا مشکل" تھا۔ اسکے کہ مرزا محمود صاحب اس سیاسی مضمون کی نشاندہی کرکے قوم کو ممنون کرینگے۔ جس کی بناء پر مولوی صاحب نے اخبار پیغام صلح بند کیا تھا تاکہ آئندہ کے لئے قوم اس قسم کے سیاسی مضمونوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھے۔ بھائیو! غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک ایسا شخص جو عالم قرآن و حدیث ہے۔ اور تجربہ کار بھی ہے [illegible] پر اسقدر آپے سے باہر ہو گیا۔ نہ مجرم کو جرم کا پتہ۔ نہ اس پر فرد جرم لگائی گئی۔ سکھا شاہی حکومت کی طرح ایڈیٹر اور دیگر متعلقین اخبار پیغام صلح کو زبانی اور بذریعہ "الفضل" ذلیل و خوار کرنا شروع کر دیا۔ کیا یہی انصاف اسلام سکھاتا ہے۔ جسپر احمدی قوم کو چلانا مقصود ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ شخصی خود مختاری کا یہ ایک ادنیٰ کرشمہ ہے کہ مقربان بارگاہ نے جس کے خلاف کان بھر دیئے وہ قابل دار قرار پایا گیا۔ خواہ وہ منصور وار [illegible] ہو۔

مرزا محمود صاحب کو غالباً مولوی صاحب نے اس بات کی تردید کے لئے حکم دیا کہ پیغام صلح کی نسبت جو لوگ غلط فہمی پھیلاتے ہیں اسے روکدیا جاوے۔ مگر مرزا محمود صاحب اسی مضمون میں اپنے اخبار کا بھی رونا لے بیٹھے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ الفضل کو خلیفہ نے ہرگز بند نہیں کیا۔ یہ جھوٹی بات ہے۔ اور لوگوں نے اس خبر کو جھوٹ اڑایا خواہ یہ خبر جھوٹ ہو یا سچ۔ اس میں اڑانے والوں کا کچھ قصور نہیں بات صرف اتنی ہے کہ لاہور کا ایک سید ڈاکٹر جب قادیان کے خلیفہ کے دربار میں معذرت کے لئے حاضر ہوا۔ تو میر ناصر نواب اور الحکم والے نے اسکی حرکات و سکنات کی نگرانی کے لئے ایک آدمی مقرر کیا (اگر یہ بات میر ناصر نواب نے اپنی زبانی نہیں کہی۔ تو وہ خدا کی قسم کھاوئے) خلوت میں ڈاکٹر نے پیغام صلح کا ذکر چھیڑ دیا۔ کہ کیوں بند کیا گیا ہے۔ مولوی صاحب نے جواباً کہا کہ "دیکھو ہماری میز پر الفضل بھی نہیں ہے"۔ گویا مطلب یہ تھا کہ مولوی صاحب اگر پیغام صلح نہیں لیتے۔ تو الفضل بھی نہیں دیکھتے۔ مگر ان حالی کے ذریعہ سے یا کسی اور ذریعہ سے یہ خبر عام ہو گئی۔ اور تو یہ واقعہ جس موقعہ پر کہی گئی تھی اسوقت کے لحاظ سے اس کے یہی معنے لئے جا سکتے تھے۔ جو عوام نے لئے۔ [illegible]

جو کچھ جھوٹ یا فریب ہے وہ قادیان ہی سے نکلا ہے۔ بابو دالا کا کچھ قصور نہیں۔ پیغام صلح کی نسبت خود مرزا محمود صاحب اور اس کے منیجر عبد الغفور نے یہ لفظ اپنے دفتر میں کہے ہیں کہ مولوی صاحب نے اسے بائیکاٹ کیا ہے۔ پھر مرزا محمود صاحب شملہ گئے تو اسی بائیکاٹ کے وظیفے کو وہاں دہرایا۔ جس کا نتیجہ وہاں کی انجمن کے بند ہو جانے پر نکلا۔ اور اسی کا نتیجہ تھا کہ الحق نے دہلی سے زہر اگلنا شروع کر دیا۔ کیونکہ وہ مرزا محمود صاحب کے ساتھ اس وقت شملہ میں موجود تھا۔ اگر الحق خلیفہ یا مدعی خلافت کی مرضی کے خلاف ایک بھائی پر خطرناک حملہ کر رہا تھا۔ اور اسے بیخ و بن سے اکھیڑنے کے لئے زور لگا رہا تھا۔ تو قادیان سے اس بات کا کیا تدارک کیا گیا۔ کیا کبھی قادیانی اخبار نے یا خود خلیفہ نے یا مرزا محمود صاحب نے اس کی اس بات پر اظہار ناراضامندی کیا۔ ثبوت تحریری درکار ہے۔ اگر نہیں تو واضح ہے کہ جو کچھ جماعت میں پیغام صلح کے خلاف زہر پھیلایا جاتا رہا یا الحق نے زہر اگلی۔ وہ قادیان والوں کی اکساہٹ اور ان کی ہمدردی کی وجہ سے ہوا ٭

مرزا محمود احمد صاحب خود بھی اور اس کے نانا صاحب اور اس کے انصار اللہ عام طور پر خواجہ کمال الدین۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ۔ ڈاکٹر محمد حسین۔ شیخ رحمت اللہ کو منافق مشہور کرتے رہے ہیں۔ اور لاہور کے انصار اللہ کی زبانی میں نے خود یہ کلمہ سنا ہے کہ احمدیہ بلڈنگس منافقوں کا گڑھا ہے۔ اگر یہ بات جھوٹ ہے تو چاہیئے کہ انصار اللہ اور خود مرزا محمود صاحب خدا کی قسم کھاویں کہ ان لوگوں کی نسبت یہ مشہور نہیں کیا جاتا تھا۔ اور یا ان کو اس کا علم نہیں۔ علم ہونے کی صورت میں بھی ان کا فرض اپنے بھائیوں کی بریت کرنا تھا۔ جو کبھی نہیں کیا گیا۔ خود مرزا محمود صاحب بد ظنی میں یہاں تک بڑھا ہوا ہے کہ اخبار پیغام صلح لاہور میں ایک احمدی کی طرف سے کشمیری گزٹ کے مضمون کی تردید پڑھ کر اس نے برملا کہہ دیا۔ کہ کشمیری گزٹ کا ثالث اور پیغام صلح کا احمدی واحد شخص ہے۔ حالانکہ یہ محض جھوٹ ہے۔ پھر مرزا محمود صاحب نے وسعت قلبی اور اخلاق کا یہ نمونہ دکھایا کہ کشمیری گزٹ کے نامہ نگار ثالث کی نسبت اپنے ایک دوست کو کہا کہ ثالث وہ ہوتا ہے۔ جو نہ اپنی ماں کا ہو نہ اپنے باپ کا۔ بلکہ نطفہ غیر ہو۔ اور اس کے گرد کئی لوگ ہیں۔ افسوس مدعیان خلافت کے اخلاق کا یہ نمونہ۔ اور پھر حضرت مسیح موعود کے فرزندوں کو یہاں تک زیبا ہے۔ خلافت کی خواہش مرزا محمود صاحب کو یہاں تک ہے کہ [illegible] نے جلسہ گوجرانوالہ کی کیفیت اپنی

آنکھوں دیکھی ہے۔ وہ احمدی پیر پرستوں اور غیر احمدی پیر پرستوں میں امتیاز کرنے سے عاجز ہیں۔ قوم کی حالت زار پر رونا آتا تھا کہ جن علماء نے معارف قرآن لٹا دیئے وہ تو الگ بیٹھے ہیں اور انہیں کوئی پوچھتا تک نہیں۔ مگر مدعی خلافت کے پاؤں پر لوگ گرے پڑے ہیں۔ اور انہیں منع نہیں کیا جاتا۔ کہ یہ باتیں خلاف شریعت ہیں۔ جہاں ذرا بھی کھڑے ہوئے یا بیٹھے مٹھی چاپی شروع ہے۔ افسوس کیا یہ وہی قوم ہے جسے حضرت مسیح موعود نے بنایا تھا ٭

مرزا محمود صاحب نے الفضل میں بھولے بھالے پیر پرستوں کو ڈرانے کے لئے بد دعا کی بھی دھمکی دی ہے۔ افسوس ہے کہ احمدی پیروں اور ان کے چیلوں کی بد دعاؤں کا پہلا نشانہ اب اپنے ہی رہ گئے ہیں۔ یعنی مخالفان اسلام اور مخالفان سلسلہ احمدیہ پر انہوں نے فتوحات پائی ہیں کہ ان کو بد دعاؤں کا نشانہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بھولے میاں۔ اگر تیری یا تیرے انصار کی بد دعاؤں میں کچھ اثر ہے تو کونسا وقت ہے مخالفان سلسلہ روز بروز شوخ ہوتے جا رہے ہیں۔ ثناء اللہ۔ محمد حسین بٹالوی۔ عبد الحکیم۔ پیر بخش۔ میر سیالکوٹی ابھی تک شوخ چشمی سے باز نہیں آئے کچھ اپنی بد دعاؤں کا اثر دکھلیئے۔ کیا یہ بد دعائیں محض حضرت مسیح موعود کے گلزار کو ہی برباد کرنے کے کام میں باقی ہے۔ خدا کے لئے ایسی تنگدلی سے باز آجاؤ۔ مرزا محمود صاحب لکھتا ہے کہ "دو، صرف چند شریروں کا کام ہے۔ جو کئی سال سے اس بات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ جس طرح ہو مجھے اور میرے عزیزوں کو بدنام کریں" اس کے جواب میں اتنا کہوں گا کہ کم از کم انجمن کے متعلقین میں اس قسم کا کوئی بھی آدمی نہیں۔ جو مرزا محمود صاحب یا اس کے عزیزوں کو بدنام کرنا پسند کرے۔ بزرگان سلسلہ کی نسبت بدظنی کو رفع کرنے کے لئے مرزا محمود صاحب کا فرض ہے کہ وہ ان لوگوں کا یا کم از کم ان کے لیڈر کا نام ہی جماعت کو بتا دے تاکہ ایسے خبیث کے نام سے جماعت واقف ہو جائے۔ اور آئندہ اس سے محتاط رہے۔ اگر مرزا محمود صاحب ان شریروں کے نام نہ بتائینگے تو اس کا یہ لکھنا جھوٹ سمجھا جائیگا اور قوم کی ہمدردی حاصل کرنے کا بہانہ (یاد رہے کہ احمدیوں میں کوئی شخص اہل بیت کا دشمن نہیں۔ اختلاف خیال علیحدہ بات ہے) اصل بات یہ ہے کہ جماعت میں سب سے بڑھ کر فتنہ برپا کرنے والا میر ناصر نواب ہے۔ جس کی زبان سے کوئی بزرگ سلسلہ ہی بچا ہو تو بچا ہو۔ ورنہ اس نے جماعت میں وہ فتور مچا رکھا ہے کہ الامان الحفیظ۔ عوام تو

اس کی اس لئے عزت کرتے ہیں کہ اسے حضرت مسیح موعود سے تعلق رشتہ داری ہے مگر یہ شخص اس تعلق کو قوم میں فتنہ ڈالنے کا ذریعہ بنا رہا ہے اور جہاں جاتا ہے اس کی زبان سے کبھی انجمن یا اس کے سرکردگان خصوصاً مولوی غلام حسن صاحب۔ میر حامد شاہ صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر یعقوب صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کی نسبت کلمہ خیر نہیں نکلا۔ بلکہ ان لوگوں کی برائی کرنا اس نے اپنی تبلیغ کا ایک فرض سمجھ رکھا ہے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر اس کا اپنا ایک الہام یاد آتا ہے۔ جو اس نے قادیان میں سب کو سنایا تھا۔ اور وہ یہ ہے "اے ناصر تیری درندگی اب تک نہیں گئی"۔ اور تو نے خدا کی بندگی اب تک نہیں کی۔ غالباً میر صاحب موصوف کو ساری عمر میں یہی ایک الہام ہوا ہے اور یہ جیسا کہ ان کی حالت پر صادق آتا ہے وہ جاننے والے بخوبی جانتے ہیں۔ اس شخص نے پیغام صلح کے بند کرانے کے لئے ناخنوں تک زور لگایا ہے اور ڈانٹ سے ڈپٹ سے گالی گلوچ سے پیغام صلح کے خریداروں کی خبر لی ہے۔ اگر مرزا محمود صاحب یا مسیح موعود صاحب کے دیگر رشتہ دار میر ناصر نواب یا ایڈیٹر الحکم کی زبان اور قلم کے طفیل بدنام ہوں تو انکو برا نہ ماننا چاہیئے کیونکہ ان دونوں کے اخلاق ہی اس قسم کے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پناہ دے۔ تعجب آتا ہے کہ اس بڈھے کو سوائے لوگوں کی برائی کرنے کے کوئی کام ہی نہیں رہا۔ جب اس کی زبان اور دل کدورت کا یہ حال ہے۔ جو روپیہ لوگوں سے قومی کاموں کے نام پر بٹورتا ہے۔ اور جس کا اس نے آج تک کبھی حساب آمد و خرچ شائع نہیں کیا۔ انہیں یہ کیسے اخلاص سے کام لیتا ہوگا۔ ساری قوم کو ایسے آدمیوں نے بنا رکھا ہے۔ اور کن کن طریقوں سے یہ لوگوں کے دلوں میں زہر پھیلا رہے ہیں۔ قوم کے سرگروہ وہ لوگ ہیں کہ قوم کی [illegible] نہیں لیتے۔ مولوی نور الدین صاحب نے ذرا جنگو میر صاحب کا نام لیا۔ اور ساری قوم واہ واہ کرنے لگ پڑی۔ اگر یہ شخص اس قسم کا فتور حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ڈالتا تو اسے آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا۔ مگر اب پیر پرستی کا دور دورہ ہے۔ لوگوں کی عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اندھی تقلید میں وہ اس درجہ منہمک ہیں کہ غیر احمدی پیر پرستوں سے بڑھ رہے ہیں یہ شخص پہلی خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر عباد اللہ صاحب۔ اور ظفر علیخان ایڈیٹر زمیندار کا فوٹو لئے پھرتا رہا اور جماعت کو یہ بتاتا رہا کہ دیکھو خواجہ اور اس کا دوست عباد اللہ ڈاڑھی منڈائے انگریزی فیشن میں بیٹھے ہیں اپنے آدمیوں کی برائی کر کے ایڈیٹر زمیندار کی تعریف کرتا رہا کہ اس کے [illegible] غنیمت ہیں۔ [illegible] کہ خواجہ صاحب کی ڈاڑھی کی نسبت [illegible] جماعت میں پھیلی۔ جب اپنوں کا یہ حال ہے تو بیگانوں پر کیا الزام۔ جب تک ہماری جماعت میں اخلاقی جرأت پیدا ہو کر پیر پرستی کی بنیاد نہ اکھڑیگی۔ ایسے لوگوں کی زبانیں کبھی بند نہ ہوں گی

اور جماعت سے ایسے فاسد خیال کبھی دور نہ ہونگے۔ اب وقت ہے کہ بزرگان سلسلہ کوئی مصائب سے چھٹکارے کا کوئی علاج تلاش کریں۔ یہ سلسلہ مولوی نورالدین صاحب یا مرزا محمود صاحب کا ذاتی نہیں ہے۔ بلکہ جملہ احمدیوں کا ہے۔ ہماری جماعت میں میر ناصر نواب کا یار غار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم فتنہ پھیلانے میں بہت بڑا حصہ لے رہا ہے۔ بعض لوگوں نے آخری چند سالوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت کا حظ اٹھایا ہے۔ وہ حلفاً بیان کر سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ اس شخص سے متنفر اور اسے برا سمجھتے تھے اور کئی بار زبانی حضور نے اسکی نسبت بری رائے ظاہر کی اور یہ امر غالباً مرزا مرزا محمود صاحب مفتی محمد صادق صاحب ودیگر قادیان والوں سے پوشیدہ نہ ہوگا۔ یہی شخص ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے خانی اور جانی دشمنوں کو مرحوم کے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ اور اوروں کے لئے تحقیری کلمات استعمال کرتا ہے۔ اسکی سلسلے کے بعض لوگوں اور اہل بیت کے ساتھ محبت محض نفسانی ہی ورنہ مامور باپ تو اس سے نفرت کرے اور اس کے بیٹے اور دیگر رشتہ دار اس سے گاڑھی محبت اور آمد ورفت رکھیں حقوق اللہ کو تو جانے دیجئے حقوق العباد کا غصب کرنا اور اس کے لئے جائز اور ناجائز حیلے تلاش کرتے رہنا اس کے دائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ جن لوگوں کے ساتھ اس کا روپیہ پیسے کا معاملہ پڑا ہے۔ وہی اس کی حالت کو بہتر جانتے ہیں۔ بخوں کے ساتھ انہیں وجوہات کی بنا پر اسکی کاوش شروع ہوئی جس کے بعد اسنے کوئی دقیقہ زبانی اور بذریعہ اخبار الحکم انجمن سے قوم کو بدظن کرنے کا باقی نہیں رکھا جمہوری حکومت میں ایسے لوگوں کی دال مشکل گلتی ہے۔ کیونکہ حساب کتاب صاف رکھنا پڑتا ہی پیر پرستی کے اندھیر کھاتے میں ایسوں کی چاندی ہے نہ کوئی حساب نہ کتاب۔ پیر کی تعریف کر دی۔ اور پیر پرست خوش ہو کر خاطر میں لگ گئے اس شخص کے کارنامے جو اس نے قوم میں فتور ڈالنے کے لئے انجام دئے گئے ہیں۔ تفصیل چاہتے ہیں۔ اس لئے وہ آئندہ پر چھوڑتا ہوں۔ تاہم قوم سے اتنی عرض ہے کہ اگر یہ شخص سلسلہ کا دلی خیرخواہ ہوتا تو حضرت مسیح موعودؑ جیسے مامور من اللہ کی رائے اس شخص کی نسبت کبھی بری نہ ہوتی۔ یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعودؑ دوسروں کے کہنے پر خفا ہو گئے تھے۔ آپ کی شان پر حملہ کرنا ہے۔ کیا تاریخ نبی سے کوئی بزرگ حلفاً کہہ سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ اس شخص سے آخری چند سالوں میں خفا نہیں تھے۔ کیونکہ تو اس کو ....

چند رسالوں میں حضرت صاحب کی صحبت میں کبھی بیٹھے نہیں دیکھا۔ پھر اب یہ کون ایسا خیرخواہ ثابت ہوا ہے۔ کہ اہل بیت اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ غالباً یہ بات ہوگی سے بکے در و ہاسند دگر بہرہ دار۔ جب مرزا محمود صاحب نے اخبار الفضل نکالا تو اسے طبعاً یہ معلوم ہوا۔ کیونکہ اس سے پیشتر اس کے اخبار کے بارہ میں معاملہ داد و ستد پیش تھا۔ جب سے پیغام صلح والوں سے خط و کتابت ہمدردانہ لہجہ میں شروع کی اور دو ایک دوسری اخباروں میں بھی عدم ضرورت الفضل پر مضمون لکھوا دیئے۔ مگر پیغام صلح والوں نے اسے منہ نہ لگایا۔ اور یہ خاموش ہو رہا۔ قادیان میں یہ برملا کہتا پھرا ہے کہ الحکم میں کوئی مضمون انجمن والوں کے خلاف نکلتا تھا۔ تو وہ پھاڑ ڈلوا دیتے تھے۔ اب دیکھوں گا الفضل کی نسبت وہ کیا کریں گے۔ مطلب ظاہر ہے کہ الحکم کے مقاصد بذریعہ الفضل ظاہر ہوتے رہینگے الفضل میں بھی مضمون چھپتا نہیں۔ مگر الحکم میں اس پر رائے زنی شروع ہو جاتی ہے گو ظاہراً طور پر کہا جاوے کہ الفضل کے ساتھ ایڈیٹر الحکم کا کوئی تعلق نہیں مگر جاننے والے خوب جانتے ہیں۔ لوگوں کے دلوں میں پیر پرستی کی عظمت بٹھانے کیلئے یہ لوگ عجیب عجیب حرکات کر رہے ہیں شیخ غلام واعظ نام کو تو وعظ کہنے اور انجمن کیلئے چندہ جمع کرنے پر مقرر ہے۔ مگر وہ بھی ہر جگہ پیغام صلح کو بند کرانے اور الفضل کیلئے خاص چندہ جمع کرنے میں کوشش کرتا رہتا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ انجمن انگریزی اور اردو ترجمہ قرآن کرنے لگی ہے۔ میر ناصر نواب و الحکم کیوں اس تحریک میں رخنہ نہ ڈالتے جھٹ میر صاحب کو آگے کر دیا اور ترجمہ کا اعلان کر کے دورہ شروع کر دیا۔ قومی کام ہو یا ذاتی مگر یہ لوگوں کی جیبیں پہلے خالی کرالیں۔ تاکہ انجمن کو کافی امداد نہ مل سکے اور مشکلات کا سامنا ہو۔

پیغام صلح کے خلاف کوشش کرنیوالے ایک اور بزرگ بھی ہیں جن کی کوشش رنگ لائی اگر قدر دانی نہ کی جاوے تو ظلم ہے۔ اور وہ بزرگ مفتی محمد صادق ہیں۔ چونکہ وہ خلیفہ کے پرائیویٹ سکرٹری ہیں اس لئے خلیفہ کے نقشہ کو انہوں نے خط و کتابت کے ذریعہ سے دور دور تک پہنچایا۔ اور غالباً ان کی یہ کوشش ضرور کارگر ہوئی ہوگی اور خریداری بند ہوئی ہوگی۔ آپ کا حساب کتاب آپ تک ہی محدود ہے کسی کو کتاب حساب مانگنے کی ضرورت نہیں۔ خیر آپ نے بھی پیر پرستی کی تائید میں پیغام صلح کے خلاف خوب زور لگایا ہے اور جن لوگوں کو آپ کے سفر طے پہنچے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں

گوجرانوالہ کے جلسہ کے موقعہ پر آپ نے پیر پرستی کی وہ شان دکھائی کہ لوگ ڈھاریں مارکر رو پڑے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ہمیں تو تعجب آتا ہے جب ہم ایک طرف مرزا محمود صاحب اور ان کے حواریوں کی اپنے مخلص بھائیوں کو جو اشاعت اسلام کے کام میں سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ منافق کہتا سنتے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنے ان حواریوں کے مکانات کا سنگ بنیاد رکھتے دیکھتے ہیں۔ جو فاذ لوا بحرب من اللہ و رسولہ کے وعید کے نیچے ہوں۔ ایسے ہی لوگوں کی مجلسوں اور گھروں پر بیٹھنا اٹھنا اور ان کے ساتھ ہی کھانا پینا اور پھر ایسے مکانات کیلئے دعا کرنا۔ اور دیکھئے حضرت مسیح موعودؑ تو مسیح ابن مریم کے بلا باپ ہونے کو اپنے عقاید میں سے بیان کریں۔ مگر اس کا خلیفہ اور اسکا بیٹا ایسے لوگوں سے دلی محبت کرے۔ جو مسیح موعودؑ کے عقاید سے اختلاف رکھیں۔ ہمیں ننگ نہیں کہ ایسے لوگ انصار اللہ کے گروہ میں شامل ہوں پیر پرستوں کے نزدیک بھلائی کا بھی عجیب معیار ہے۔ پیر کی ہاں میں ہاں ملائے۔ عقیدہ خواہ کچھ رکھے۔ اور عمل خواہ کیسے کرے۔ افسوس ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد جلد ہی ہماری قوم کی اخلاقی حس کسقدر مرگئی ہے اور صرف دس سال کی پیر پرستی نے ہماری قوم سے اخلاقی جرأت چھین لی ہے۔ مرزا محمود صاحب نے گوجرانوالہ کے جلسہ کے ایام میں اپنے حواریوں سے یہ کہا کہ کشمیری گزٹ کے نامہ نگار کا پتہ لگایا جاوے۔ اب حواری ہیں کہ جائز و ناجائز حیلے کھوج نکالنے کے استعمال کر رہے ہیں۔ مگر یہ نہیں دیکھتے کہ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ صحیح ہے یا غلط۔ اگر صحیح ہے تو کیوں نہیں اپنی اصلاح کی جاتی اور غلط ہے تو تردید کر کے دکھاؤ۔ نامہ نگار کا پتہ لگانے مقصود یہ ہے کہ اس پر فتویٰ کفر لگا کر جماعت سے اخراج کا فتویٰ دیدیا جاوے۔ مگر انشاء اللہ مرا دیر پرستوں کی کبھی برنہ آئیگی۔ میں پیر پرستی کے خلاف تحریر و تقریر کبھی بند نہیں کرونگا۔ جب تک قوم میں اخلاقی جرأت پیدا ہو کر اس ذلت سے جماعت کا چھٹکارا نہ ہو جائیگا۔ بہتر ہوگا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی الوصیت کو فوراً عمل میں لایا جاوے۔ ورنہ قادیانی خلفاء اور مدعیان خلافت کو اس سے سوگنا ناگوار حالات سننے پڑیں گے۔ میرا مقصد قوم کو عقلی اور ذہنی غلامی سے آزاد کر کے صراط مستقیم پر ڈالنے کا ہے۔ جس پر چلانے کا بانی سلسلہ کا ارادہ تھا۔ اسی مشورہ عرض کے دوران میں لاہور جموں۔ امرتسر وغیرہ جگہوں میں یہ مشہور کیا

جا رہا ہے کہ چند یوم کے اندر اندر صدر انجمن کے کارکنان کو جماعت سے خارج کر دیا جائیگا۔ خلیفہ نورالدین نے جموں میں اور خلیفہ رشید الدین نے لاہور میں اس خبر کو اڑایا۔ کیا ایسی خبریں بلا وجہ اڑا کرتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ خلیفہ سے ایسا فتویٰ لینے کا جال بچھایا گیا تھا۔ اور اپنے خاص لوگوں میں پھیلا بھی دیا گیا تھی۔ مگر وقت پر یہ تدبیر ناکامیاب ہو گئی کوئی ان پیر پرستوں سے پوچھے کہ جو لوگ مسیح موعودؑ کے عقاید سے اختلاف نہ رکھیں وہ تو تمہارے انصار اور جو لوگ ایک ذرہ بھر مسیح موعودؑ سے اختلاف نہ رکھیں بلکہ آپؑ کی الوصیت پر عمل کرانے کے درپے ہوں وہ کافر۔ میر حامد شاہ صاحب بیچارے "احمدیت" پر ایک نظم پیغام صلح میں چھپوا بیٹھے بس وہ قادیانی سڈیشن کے مجرم قرار پا گئے اور آئندہ کیلئے ان کی زبان بند کر دیگئی۔ کیا ہماری جماعت کے بزرگ ان حالات کو دیکھتے ہوئے قوم کی رستگاری کی کوئی سبیل اختیار نہ کرینگے۔ اور قوم کو تباہ ہوتے دیکھکر ان کو کچھ بھی غیرت نہ آئیگی ایک نئی تیار شدہ ہونہار قوم کو چند خودغرض لوگ تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ اور اس کی طاقت اور روپیہ کو اندرونی جھگڑوں اور فسادوں میں صرف کر رہے ہیں" اگر وہ اس وقت خبر نہ لینگے۔ تو عنقریب کفر بازی اور اخراج از جماعت کے فتووں کا ہماری جماعت بھی شکار ہو جائیگی۔ قوم کے بزرگ دو ٹوک فیصلہ کریں۔ یا تو پیر پرستی کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ اور یا الوصیت پر عمل کر کے پوری پوری جمہوریت قائم کریں۔ اور کوئی شخص بغیر جمہوری فتوٰی کے اور بلا کافی ثبوت موجود ہونے کے جماعت سے خارج نہ ہو سکے۔ اس بارہ میں جملہ خط و کتابت داعی الوصیت

نوٹ:۔ جو احباب اس نیک تحریک میں عملی حصہ لینے کیلئے تیار ہوں وہ مجھ سے خط و کتابت کریں۔ تاکہ متفقہ طاقت سے احمدی جماعت سے پیر پرستی کے مرض دق کا پورا پورا علاج کیا جاوے۔ خدا کے فضل سے تمام نو تعلیم یافتہ گروہ کو اور نیز دیگر بزرگان سلسلہ کو اس تحریک سے پوری پوری ہمدردی ہے۔ جونہی کہ جماعت کے سمجھدار حصہ کی رائے معلوم ہو جائے گی۔ اسی وقت مناسب کارروائی بزرگان سلسلہ کی حسب ہدایات عمل میں لائی جائے گی۔ خدا حافظ"

اشتہارات

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے (الفضل ایڈیٹر)

دوستوں کے فائدہ کی بات

عام خلق اللہ کی ہمدردی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے صرف ایک ماہ کے لئے یہ رعایت منظور کی ہے۔ کہ ہمارا نہایت مجرب سرمہ جو آنکھوں کی تقریباً تمام بیماریوں کے لئے فائدہ بخش ہونے کے علاوہ نہایت اعلیٰ درجہ کا مقوی بصر ہے۔ پانچ روپے تولہ کے حساب سے جو اصحاب بذریعہ منی آرڈر رقم پیشگی بھیجکر منگائینگے۔ بشرطیکہ تولہ سے کم نہ منگائیں۔ ان کو محصولڈاک معاف کر دینے کے علاوہ ایک نہایت مجرب زود اثر اور بالکل آسان نسخہ مقوی مفت نذر کیا جائیگا۔ جو ہمارے مطب کا خاص نسخہ ہے۔

ڈاکٹر منظور احمد احمدی سلانوالی لائن سرگودھا

ضرورت! ضرورت!! ضرورت!!!

ایک ہوشیار تجربہ کار ہیڈ مستری جس کی تنخواہ ایک سو پانچ روپیہ سے۔ ایک سو چالیس روپیہ تک ہے۔ سات روپیہ سالانہ ترقی ملیگی۔ تیل کا انجن بجلی کا موٹر چلانا جانتا ہو۔ اور بجلی کی روشنی کی مشین سے واقف ہو۔ اور مشین سے مکان کو ٹھنڈا کرنا جانتا ہو۔ بجلی کی مشین کلورائیڈ بیٹری کی ہے۔ اور برف والی مشین امونیا سسٹم کی ہے۔ باہر کا کام یعنی مرمت وغیرہ بھی جانتا ہو۔ ذیل کے پتہ سے عرضی معہ سفارشی چٹھیوں کے روانہ کرے۔

پتہ یہ ہے۔

میڈیکل آفیسر انچارج گورنمنٹ لیونٹک اسائلم ڈیپو ہیوانا نگر۔ ضلع نینی تال

تریاق چشم

اور تازہ سارٹیفکیٹ

ملتان۔ ۲ اکتوبر ۱۹۲۲ء

مکرم بندہ

تسلیم۔ "تریاق چشم واقعی مفید ثابت ہوا ہے" فقط:۔ نیاز آگین (شیخ) نور الٰہی (صاحبزادہ ایم۔ اے۔ آئی۔ ای۔ ایس۔ انسپکٹر آف سکولز ڈویژن ملتان۔

(۲) نقل ترجمہ انگریزی سارٹیفکیٹ سول سرجن صاحب کیمل پور۔

میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ استعمال کیا ہے۔ میں نے گوجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں (یعنی ڈاکٹروں) اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا ہے۔ اور میں نے سفوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا ہے۔ جیسا کہ دیگر سارٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ (خانصاحب ڈاکٹر) محمد شریف سول سرجن قائم مقام سول سرجن (کیمل پور)

(۳) میں تصدیق کرتا ہوں کہ مرزا حاکم بیگ صاحب کا تریاق چشم ککروں کے لئے نہایت مفید ثابت ہوا میرے لڑکے کو ایک سال سے یہ شکایت تھی جس سے ایک ہفتہ استعمال کرانے پر بالکل صحت ہو گئی ہے۔ اور اسے اب یہ کبھی شکایت نہیں ہوئی ہے۔ فقط

سید قدرت اللہ شاہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بلوچستان

قیمت تریاق چشم فی تولہ پانچ روپے علاوہ محصولڈاک وغیرہ (۵) بذمہ خریدار ہوگا۔

المشتہر

خاکسار مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم گوجرات گڑھی شاہدولہ صاحب

186

گھر بیٹھے خضاب سیکھو

"وقت کو ہاتھ سے نہ جانے دو"

لوگ ہزاروں روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اور اپنا قیمتی وقت بھی اس دھن میں ضائع کرتے ہیں۔ اور طرح طرح کے دکھ بھی اٹھاتے ہیں۔ مگر پھر بھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھتے۔ اسوقت ان کی کیا حالت ہوتی ہے۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو میں بفضل خدا دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ وہ نا امید نہ ہوں۔ اُن کو میں کامیابی کا گر بتاتا ہوں ہمت کریں اور ہزاروں روپے کمائیں۔ اور مجھکو دعا دیں۔ مجھے خدا کے فضل و کرم سے ایک ایسا نسخہ خضاب کا ملا ہے۔ جو بالوں پر لگانے سے دو منٹ میں بال سیاہ قدرتی بالوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ نہ باندھنا پڑتا ہے۔ اور نہ جلد پر داغ دیتا ہے۔ نہ ہی بالوں کو سخت و موٹا کرتا ہے۔ بلکہ ملائم چمکدار بناتا ہے۔ اسمیں کاسٹک کی قسم سے کوئی جز نہیں ہے۔ لطف یہ ہے۔ کہ کم خرچ بالانشیں ہے۔ اس کے لگانے سے آٹھ دن بعد کھونٹی نمودار ہوتی ہے۔ جو ایک ہلکا سا برش لگانے سے سیاہ قدرتی کی مانند ہو جاتی ہے۔ میں نے اسکا خود اشتہار دینا ہے۔ اور اسوقت بنا ہوا میرے پاس موجود بھی ہے۔ مگر میرا خیال پہلے سے یہ تھا جب مجھکو خضاب کا کامل نسخہ ملیگا تو کم از کم ایک سو اشخاص کو ضرور سکھاؤنگا کیونکہ جو لوگ خضاب جانتے ہیں۔ وہ ہزاروں روپیہ کے بھی دوسرے کو بتانا حرام سمجھتے ہیں۔ سو میں خدا کے فضل سے کامیاب ہو گیا ہوں۔ لہذا یہ اعلان بغرض فائدہ خلق ایک ماہ کیلئے کیا جاتا ہے۔ شائقین درخواستیں مبلغ للعہ فیس کے ساتھ بھیجکر نسخہ معہ ترکیب ساخت کے حاصل کریں۔ اگر نسخہ غلط ہو یا نہ بنے تو وہ میرے پاس آکر سیکھ سکتے ہیں۔ **نظام جان دوا خانہ خیر خواہ مریضان۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور**

المشتہر

ملتان کے ایک احمدی بھائی اولاد کی خاطر نکاح ثانی کے خواہشمند ہیں شریف اور مخلص احمدی ہیں۔ خوبصورت تندرست صحت عمدہ ہے۔ عمر تقریباً چالیس سال ۱۱۶ بیگھہ زمین کا واحد مالک و نگر بزی کا کام بھی کرتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی تقریباً سوا سو روپیہ ماہوار آمد ہے۔ جو صاحب ان سے رشتہ کرنا چاہیں دفتر امور عامہ سے خط و کتابت کریں۔ لڑکی کنواری ہو یا بیوہ۔

المشتہر ناظر امور عامہ

ایک باحیثیت معزز گھرانے کی دو احمدی لڑکیوں

لڑکیوں کیلئے رشتہ کی ضرورت ہو۔ لڑکیاں خدا کے فضل سے خواندہ باسلیقہ امور خانہ داری سے واقف اور نوجوان ہیں۔ عمر ۱۵-۱۶ سال پرائمری تک تعلیم یافتہ اور قرآن کریم پڑھی ہوئی ہیں۔ درخواست کنندہ میں مندرجہ ذیل اوصاف ضرور ہوں۔ قوم ککے زئی۔ تعلیم یافتہ۔ سرکاری ملازم خواہ تجارت پیشہ ہو مگر باحیثیت ہو۔ نوجوان دیندار احمدی ہو۔ درخواست میں اس امر کا تذکرہ ضروری ہے کہ وہ کب احمدی ہوا۔ اور خاندانی حالات کیا ہیں۔ خاکسار سید دلاور شاہ سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ کوچہ چابک سواران لاہور۔

کشمیر کے تحفے

اگر آپ کو پٹو خود رنگ۔ کشمیر کے کمبل۔ زعفران خالص۔ پلنگ پوش یا رفلدی اور نمدوں کی ضرورت ہو تو ذیل کی دکان سے منگوائیں۔ اس کے علاوہ گچھیاں اور دیگر چیزیں ساختہ کشمیر بھی اسی دکان سے منگوائیں۔

پتہ:۔ **خواجہ حسن شاہ۔ محمد شاہ مرچنٹ امیرا کدل۔ بازار مایاسم۔ سری نگر۔ کشمیر**

کشمیر

مندرجہ ذیل اشیاء کے علاوہ ہر ایک چیز ایجنسی ہذا سے طلب فرما دیں پٹو۔ لوئیاں۔ دھسے۔ پست سلاجیت فی سیر ؏ ہر ایک اشیاء منگانے کیلئے ہمراہ رقم سالم یا کچھ حصہ پیشگی آنا ضروری ہے۔

فوٹو حضرت عیسیٰ کی قبر کا۔ فی ۱۰؍

محمد اسمٰعیل احمدی احمدیہ سپلائنگ ایجنسی سری نگر زینہ کدل کشمیر

ہندوستان کی خبریں

نائب وزیر ہند کی واپسی

بمبئی ۲۰ راکتوبر۔ وزارت انگلستان میں تبدیلی ہونے کے باعث ارل ونٹرٹن آج انگلستان روانہ ہو گئے۔

زمیندار کے نئے ایڈیٹروں کو سزا

قاضی محمد عدیل اور مولوی فضل محمد ایڈیٹران زمیندار اور لارڈ ڈگرل پرنٹر کو سٹی مجسٹریٹ لاہور نے ایک سال آٹھ ماہ اور چھ ماہ قید محض کی علی الترتیب سزا دی۔

فوجی پنشنروں کا لیول کا جتھہ

امرتسر۔ ۲۲ راکتوبر۔ ایک سو پنشن یافتہ سکھوں کا جتھہ جس میں ایک صوبیدار ۳۵ نان کمیشن آفیسر اور ۶۴ سپاہی و سوار تھے۔ گوردوارے کے باغ کو روانہ ہوا۔ سب کا لباس زرد اور سیاہ رنگ کا تھا۔ ان کی رجمنٹوں کے نشان ان کی پگڑیوں پر آویزاں تھے۔ کچہری کے پاس ڈپٹی کمشنر نے جتھہ دار سے دوستانہ گفتگو کی۔ اور واپسی کی ترغیب دی۔ جو نہ مانی گئی۔ اور اس پر جتھہ کو خلاف قانون مجمع قرار دے دیا۔ آخر جتھہ بینڈ باجے کے ساتھ آگے روانہ ہو گیا۔

وزیر اعظم کا تار وائسرائے کے نام

شملہ۔ ۲۰ راکتوبر۔ گذشتہ شب ہز ایکسیلنسی وائسرائے کو وزیر اعظم مسٹر لائڈ جارج کی طرف سے حسب ذیل برقی پیغام موصول ہوا "میں بنفس خود اولین موقع پر آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے آج بعد دوپہر ملک معظم بالقابہ کی خدمت میں اپنا استعفا پیش کر دیا ہے۔ میں آپ کی گراں قدر و بیش بہا موالات اور ان عظیم الشان خدمات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو آپ نے میرے عہد حکومت کے دوران میں انجام دی ہیں۔"

مہاراجہ صاحب پٹیالہ ملک معظم کے اے ڈی کانگ

مہاراجہ پٹیالہ بادشاہ سلامت کے اے ڈی کانگ مقرر ہوئے ہیں۔

مسٹر یوسف علی کا حیدر آباد سے استعفا

حیدر آباد۔ ۱۹ راکتوبر۔ سر علی امام کے استعفے کے بعد مسٹر یوسف علی آئی۔ سی۔ ایس

ریٹا رڈ نے بھی استعفیٰ دیدیا ہے۔ آپ کو انگلستان سے خاص طور پر بلا کر ممبر مال بنایا گیا تھا۔

کانگرس کا شکریہ کمال پاشا کیطرف سے

الہ آباد۔ ۱۹؍ اکتوبر سفیر انگورہ حکومت مقیم روما نے پنڈت موتی لال نہرو جنرل سکرٹری کانگرس کے نام بھیجا ہے۔ کہ مصطفےٰ کمال پاشا ہندوستان کی تائید و اعانت کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور مبارکباد پر اپنے ہندوستانی بھائیوں اور کانگرس کی مجلس عاملہ کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

سکرٹری خلافت کمیٹی کی قراردادیں حجاز کے لئے مسلم وفد

دہلی۔ ۱۹؍ اکتوبر مرکزی خلافت کمیٹی نے حسب ذیل قراردادیں منظور کی ہیں۔

قرار پایا کہ حجاز مقدس کو ایک وفد بھیجا جائے۔ جو جزیرۃ العرب کی موجودہ حالت کا مطالعہ کرے۔ وہاں کے لوگوں کو مشورہ دے۔ مجلس عاملہ اس وفد کے اراکین اور اخراجات وغیرہ کا بندوبست کرے۔

فرانس کا شکریہ

کمیٹی فرانسیسی حکومت اور قوم کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ کہ انہوں نے نازک لمحہ میں ترک احرار کی مدد کی۔ اور امید کرتی ہے۔ کہ فرانس موجودہ حکمت عملی پر کار بند رہے گا۔ اور شام کی آزادی میں مدد دیکر مسلمانان عالم کو مزید شکر گذاری کا موقعہ دیگا۔ اسی قسم کی ایک قرارداد اٹلی کے حق میں منظور کی گئی۔

مسلمانان عالم کو شرکت خلافت کانفرنس کی دعوت

مسلمانان عالم سے رشتہ اتحاد و اخوت مستحکم کرنے کیلئے تمام ممالک اسلامیہ کو خلافت کانفرنس (گیا) میں شرکت کی دعوت دی گئی۔

ترکی صلح کانفرنس میں ہندی مسلمانوں کی شرکت

قرار پایا کہ ترکی صلح کانفرنس میں مسلمانان ہند کی طرف سے مشورہ دینے اور مسلمانان ہند کے جذبات کی ترجمانی کرنے کے لئے مجلس خلافت بمبئی کی طرف سے ایک چھوٹا سا وفد بھیجا جائے۔

انگورہ لیجن کی تائید

دہلی۔ ۱۹؍ اکتوبر مرکزی خلافت کمیٹی نے انگورہ لیجن کی تائید و حمایت میں ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ اور ملک سے اس تحریک میں شرکت کے لئے اپیل کی ہے۔

غیر ممالک کی خبریں

مسٹر لائڈ جارج کے مستعفی ہونے کی کیفیت

اکسفورڈ ۲۰؍ اکتوبر۔ مسٹر لائڈ جارج کی حکومت نے استعفا دیدیا ہے۔ یہ استعفا قدامت پسند وزراء اور پارلیمنٹ کے ممبروں کے آج کے اجلاس کا نتیجہ ہے۔ جس میں زبردست اکثریت سے قدامت پسند جماعت کے جو ایک آزاد خیال جماعت کے طور پر آئندہ انتخاب کی مخالفت کر رہی تھی۔ کے حق میں ایک قرارداد منظور کی گئی۔ یونی نسٹ (اتحاد پسند) اور اعتدال پسند وزراء کے اجلاس بتدریج منعقد ہوئے۔ اور بالآخر وزیراعظم نے دونوں جماعتوں کے وزراء کی ایک مکمل مجلس طلب کی۔

ہز مجسٹی ملک معظم سنڈرنگھم سے فی الفور لندن واپس آگئے اور وزیراعظم کابینہ کے اجلاس کے بعد محل شاہی کو روانہ ہو گئے۔ اور حکومت کا استعفا پیش کیا۔ جو بادشاہ سلامت نے منظور کر لیا۔ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ملک معظم نے مسٹر بونرلا کو طلب فرمایا۔ جو ایک جدید وزارت قائم کرنے پر رضامند ہو گئے ہیں۔ وہ حیرت انگیز سرعت کے ساتھ سرگرم سیاسیات کی طرف متوجہ ہو گئے۔ مسٹر بونرلا کے اعلانات نہایت مؤثر ثابت ہوئے اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان اعلانات نے ووٹوں پر بہت زیادہ اثر کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ ۱۸۶ ممبروں نے ان کی آزادی کی حکمت عملی کی تائید کی اور محض ۸۷ رائیں مسٹر چیمبرلین کی اس حکمت عملی کے حق میں تھیں۔ کہ کولیشن بدستور قائم رہے۔

مسٹر بونرلا نئی وزارت ترتیب دے رہے ہیں

اکسفورڈ۔ ۲۱؍ اکتوبر۔ آج مسٹر بونرلا اپنی مجالس وزارت قائم و مرتب کرنے میں مصروف ہیں۔ اب تک صرف اس قدر صحیح اطلاع بہم پہنچی ہے کہ لارڈ کرزن اور لارڈ ڈربی مسٹر بونرلا کے ساتھ شرکت عمل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ظن غالب بلکہ امر یقینی ہے۔ کہ لارڈ کرزن بدستور وزیر خارجہ ہی رہینگے۔ اخبارات مسٹر بونرلا کی سیاسی زندگی پر مقالات لکھ رہے ہیں۔ اور ان کی سیاسی خدمات کا اعتراف کر رہے ہیں۔ اور بیان کر رہے ہیں کہ کس طرح انہوں نے محنت شاقہ اور اپنے دو بچوں کے جنگ میں مارے جانے کے صدمہ سے بیمار ہو کر سیاسی زندگی سے عارضی علیحدگی اختیار کر لی تھی۔

لائیڈ جارج کا استعفا اور فرانس

پیرس۔ ۱۹؍ اکتوبر بذریعہ تار حکومت برطانیہ کے استعفا پر فرانس پر اطمینان بخش اثر ہوا ہے۔

آبناؤں کی آزادی کا مسئلہ اور روس

لندن۔ ۱۹؍ اکتوبر۔ آبناؤں کی آزادی کے مسئلہ سے جسے مشرق قریب کی مشکل میں انتہائی اہمیت دی جا رہی ہے۔ روس میں ایجی ٹیشن پیدا ہو گئی ہے۔ کیمونسٹ چاہتے ہیں۔ کہ بیڑے اور فوج کو پھر ترتیب دیا جائے۔

ترکی جنڈرامہ کی راہ میں رکاوٹ

قسطنطنیہ۔ ۱۹؍ اکتوبر اتحادی ہائی کمشنروں اور جرنیلوں نے بالاتفاق فیصلہ کیا ہے۔ کہ تھریس کیلئے ترکان احرار کا جو جنڈرامہ جانے والا ہے اس کو قسطنطنیہ کے عبور کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

مسٹر لائڈ جارج کی جنگی پالیسی کے تازہ مصارف

لندن۔ ۱۹؍ اکتوبر۔ وزیر جنگ انگلستان نے بیان کیا۔ کہ معاملات مشرق ادنیٰ کے متعلق بحری و بری جنگی تیاریوں میں ۲۵ لاکھ پونڈ صرف ہو چکا ہے۔

اصلاحات کے متعلق وزیر ہند کا بیان

ہندوستان کے متعلق لارڈ پیل نے کہا۔ کہ سلطنت کے اندر اس بات پر بہت شبہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ کہ اصلاحات ہند کے معاملہ میں برطانیہ غیر صادق اور ظاہر دار ہے۔ حکومت نے جو وعدے کئے ہیں۔ ان سے پھرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔

صدر جمہوریہ جرمنی کی میعاد میں اضافہ

برلن۔ ۱۹؍ اکتوبر۔ پارلیمنٹری جماعتوں کے درمیان معاہدہ ہو گیا ہے۔ کہ ایک بل پیش کیا جائے۔ جس کے رو سے سر ہربرٹ صدر جمہوریہ جرمنی کی میعاد صدارت کو ۳۰ رجون ۱۹۲۵ء تک بڑھا دیا جائے۔

پرتگالی مشرقی افریقہ میں طاعون

لارنسو مارکنز پرتگالی مشرقی افریقہ ۱۹؍ اکتوبر۔ برطانی قونصل کو سرکاری ...... طور پر اطلاع دی گئی ہے۔ کہ گذشتہ ہفتہ میں طاعون کی ۲۵ وارداتیں اور ان کی ... موتیں واقع ہوئیں۔